تنظیم اسلامی کا ترجمان

29

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

20 تا 26 ذوالقعدہ 1440ھ / 23 تا 29 جولائی 2019ء

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی یکم اگست سے بتوفیق الٰہی دعوت فکرِ اسلامی مہم کا آغاز کر رہی ہے جس کا اختتام آخر اکتوبر میں ہوگا۔ ان شاء اللہ یاد رکھیے! اِس مہم کے حوالے سے رفقائے تنظیم کے کرنے کا اوّلین کام یہ ہے کہ ہم اپنی نیت کو خالص کریں۔ رضائے الٰہی کا حصول ہی ہمارا مطلوب ہو، خلوصِ دل سے دین کے جامع تصور کو وسیع پیمانے پر اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور حلقۂ احباب تک پہنچانے کے لیے اپنی ذہنی اور جسمانی توانائیاں صَرف کرنے کا عزم کریں۔ یہ ایک ایسی تجارت ہے جس میں خسارے کا کوئی امکان نہیں اور اس کا نفع دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملے گا۔ آپ ﷺ نے ایک بار حضرت علی ؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”اے علی! اگر تمہارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت سے نواز دے تو یہ تمہارے لیے سو سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر دولت کے مترادف ہوگا۔“

رفقاء محترم! ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو واشگاف انداز میں یہ بتایا جائے کہ ہمارا دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر ہر گوشے کا نہ صرف احاطہ کرتا ہے بلکہ تفصیلی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ مطلوب تو یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی کو اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزارے۔ اُس کی بود و باش ہو یا اخلاقی تقاضے ہوں، تجارتی لین دین ہوں یا باہمی تعلقات و معاملات ہوں، سب کچھ دین اسلام کی تعلیمات اور اُصولوں کے مطابق ہوگا۔ یہ شہادت علی الناس کی ذمہ داری ہے جو ہمیں ادا کرنی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی

حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

اس شمارے میں

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام رفقاء کے نام

والدین کے بعد الوفات حقوق

گریٹر اسرائیل کی تیاری اور عربوں کی غفلت

سراپا تجلیٔ افرنگ

حج کا مختصر اور آسان طریقہ

حکومتی کارکردگی اور مستقبل کا سیاسی منظر نامہ

جنتیوں کا ٹھکانا، لباس اور زیور

سُوۡرَۃُ الۡحَجِّ	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	آیات: 23 ، 24

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۲۳﴾ وَ ہُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚۖ وَ ہُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۲۴﴾

منکرین کے انجام کا ذکر کرنے کے بعد اب دوسرے گروہ یعنی اہل ایمان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

آیت ۲۳ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ﴾ ”یقیناً اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ایسے باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی“

﴿یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۲۳﴾﴾ ”پہنائے جائیں گے اس (جنت) میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی‘ اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔“

دنیا میں ریشم پہننا مردوں کے لیے حرام ہے مگر جنتیوں کے لباس خصوصی طور پر ریشم سے تیار کیے جائیں گے۔ اوپر والا لباس باریک ریشم کا ہوگا جبکہ اس کے نیچے گاڑھے ریشم کا۔

آیت ۲۴ ﴿وَ ہُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚ﴾ ”اور ان کی راہنمائی کر دی گئی ہے بہترین بات کی طرف“

یہاں بہترین بات سے مراد کلمہ طیبہ: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ہوسکتا ہے یا پھر یہ کلمہ: سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

﴿وَ ہُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۲۴﴾﴾ ”اور ان کی راہنمائی کر دی گئی ہے الحمید (اللہ) کی راہ کی طرف۔“

انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے کی ہدایت دی گئی ہے جو سب تعریفوں کے لائق ہے اور وہ اس راستے پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ﴿فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۬ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِیۡمٍ ﴿۸۹﴾﴾ (الواقعہ) کے اندر پہنچ جائیں گے۔

فرمان نبویؐ

پہلے تو لو پھر بولو!

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ الۡعَبۡدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالۡکَلِمَةِ مِنۡ رِضۡوَانِ اللّٰهِ لَا یُلۡقِیۡ لَهَا بَالًا یَرۡفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الۡعَبۡدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالۡکَلِمَةِ مِنۡ سَخَطِ اللّٰهِ لَا یُلۡقِیۡ لَهَا بَالًا یَهۡوِیۡ بِهَا فِیۡ جَهَنَّمَ)) (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک آدمی (بعض اوقات) ایسی بات کرتا ہے، جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ (اور متکلم) اس بات کی شان کو نہیں جانتا۔ (یعنی معمولی سمجھتا ہے۔ پر) اللہ تعالیٰ اس بات کے سبب اس کو بڑے مرتبے عطا کرتا ہے۔ اور بے شک آدمی (بعض اوقات) ایسی بات کرتا ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ (اور متکلم) اس بات کو کچھ اہمیت نہیں دیتا۔ (معمولی جانتا ہے۔ لیکن) اسی ایک بات پر دوزخ میں جا گرتا ہے۔“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا پیغام رفقاء تنظیم اسلامی کے نام

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّابَعۡد ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

﴿وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ o﴾ (السجدۃ:33)

﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ......﴾ (النحل:125) صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ o

عزیز رفقاء گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ تنظیم اسلامی یکم اگست سے بتوفیق الٰہی/ ان شاء اللہ العزیز دعوتِ فکرِ اسلامی مہم کا آغاز کر رہی ہے جس کا اختتام آخر اکتوبر میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اِس خصوصی مہم کا فیصلہ توسیعی مجلس عاملہ کے گزشتہ اجلاس میں کیا گیا تھا۔ مجھے اللہ کی رحمت سے کامل یقین ہے کہ جس طرح یہ فیصلہ اللہ رب العزت کی توفیق اور تائید سے ہوا، اُسی طرح یہ مہم بھی ان شاء اللہ العزیز ربِ ذوالجلال کی توفیق اور نصرت سے بھرپور اور مؤثر رہے گی/ ثابت ہوگی۔ یاد رکھیے! اِس مہم کے حوالے سے میرے اور آپ کے کرنے کا اوّلین کام یہ ہے کہ ہم اپنی نیت کو خالص کریں۔ رضائے الٰہی کا حصول ہی ہمارا مطلوب ہو، خلوصِ دل سے دین کے جامع تصور کو وسیع پیمانے پر اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور حلقہ احباب تک پہنچانے کے لیے اپنی ذہنی اور جسمانی توانائیاں صَرف کرنے کا عزم کریں۔ یہ ایک ایسی تجارت ہے جس میں خسارے کا کوئی امکان نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا نفع دنیا اور آخرت دونوں جگہ عطا فرمائے گا۔ دعوتی عمل کا ایک خوش آئند پہلو یہ بھی ہے کہ بالفرض آپ کی دعوتی مساعی کے باوجود بھی لوگ اگر اسے سمجھنے اور قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تب بھی اس دعوتی مہم کے نتیجے میں ان شاء اللہ آپ کی اپنی ذات پر یہ فکر مزید نکھر کر سامنے آئے گا اور اگر آپ کی مساعی کے نتیجے میں کچھ لوگوں کا فہم دین بہتر ہوتا ہے اور صحیح اسلامی فکر اُن پر واضح ہو جاتی ہے تو یقین رکھیے جو خیر آپ کے حصہ میں آئے گا عام

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 ذوالقعدہ 1440ھ جلد 28
23 تا 29 جولائی 2019ء شمارہ 29

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا -------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

انسان اُس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اس حوالے سے مجھے نہایت شدت کے ساتھ وہ حدیث یاد آ رہی ہے جس کا ذکر بانی محترمؒ اکثر کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''اے علی! اگر تمہارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت سے نواز دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر دولت کے مترادف ہوگا۔'' یاد رہے کہ سُرخ اونٹ عرب معاشرے میں نہایت قیمتی اثاثہ سمجھے جاتے تھے۔

رفقاء گرامی! حقیقت یہ ہے کہ یورپی اقوام بالخصوص انگریز کی طویل غلامی نے اسلام کی صحیح فکر کو شدید متاثر کیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم پر اسلام دشمن یورپی قوتوں کا نظام مسلط تھا۔ Law of the Land اُن کا نافذ تھا۔ پورا ریاستی نظام ان کے کنٹرول میں تھا، ہاں ذاتی معاملات یعنی پرسنل لاء کی حد تک مسلمانوں کو محدود مذہبی آزادی حاصل تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ بحیثیت مجموعی قوم کے اذہان میں یہ بات راسخ ہوگئی کہ دین و مذہب محض چند مراسم عبودیت اور اُس کی بعض مخصوص سماجی رسوم و رواج ادا کرنے کا نام ہے۔ مثلاً شادی اور فوتیدگی کے مواقع پر ہمیں کیا کرنا چاہیے، بچہ پیدا ہو تو اُس کے کان میں اذان دے دو اور ساتویں دن رسم عقیقہ ادا کرو وغیرہ وغیرہ۔ اس صورتِ حال کا مرثیہ علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں کہا ہے:

ملّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

رفقاء گرامی! الحمدللہ آپ پر دین کا جامع تصور بھی واضح ہوا ہے اور دینی فرائض کا شعور بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ آپ انہی دینی فرائض کی ادائیگی کے لیے تنظیم میں شامل ہوئے ہیں، لیکن اِس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس حقیقی اسلامی فکر کو دوسرے لوگوں تک بھی پہنچایا جائے۔ رفقاء محترم! اسی جدوجہد کا عنوان ہے: ''فریضہ شہادت علی الناس'' جو ہمارے بنیادی دینی فرائض میں سے ایک نہایت اہم فریضہ ہے۔

اُنھیں واشگاف انداز میں یہ بتایا جائے کہ ہمارا دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر ہر گوشے کا نہ صرف احاطہ کرتا ہے بلکہ تفصیلی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ مطلوب تو یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی کو اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزارے۔ اُس کی بودوباش ہو یا اخلاقی تقاضے ہوں، تجارتی لین دین ہوں یا باہمی تعلقات و معاملات ہوں، سب کچھ دین اسلام کی تعلیمات اور اُصولوں کے مطابق ہوگا۔ اس سب پر مستزاد ہے شہادت علی الناس کی ذمہ داری۔ اقبال کا شعر بے ساختہ زبان پر آ رہا ہے۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

چنانچہ اس پاکیزہ طرزِ حیات کو اختیار کرنے کی دوسروں کو تلقین اور نصیحت بھی کرنا ہوگی۔ یہ اخوت باہمی اور بھائی چارے کا لازمی تقاضا بھی ہے۔ آج کے مادہ پرستانہ معاشرے میں یہ نابینا کو راستہ دکھانے کے بھی مترادف ہے۔ اسلامی تعلیمات اور دینی احکامات کی پابندی سے افراد کی اخلاقی اور فکری نمود ہوگی جس سے اُس صالح معاشرہ کے قیام کا راستہ ہموار ہو سکے گا جس کا خواب ہم ریاستِ مدینہ کے عنوان سے دیکھتے اور سنتے ہیں۔ واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کی اس ساری جدوجہد کا اصل مقصد رب کائنات کی رضا کا حصول ہے۔ اس جدوجہد کا آخری مرحلہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کا مکمل نفاذ ہے۔ لیکن یہ جان لیجیے کہ اس جدوجہد کے ابتدائی مراحل میں دعوت کا مرحلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ تمام انبیاء و رسل پوری زندگی اپنی قوم میں دین کی دعوت کا علم بلند کرتے رہے ہیں۔

رفقاءِ محترم! بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ''منہج انقلاب نبوی'' کے عنوان سے اسلامی انقلاب کا جو منہج وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا تھا اور جو کتابی شکل میں بھی موجود ہے' اُس سے آپ سب بخوبی واقف ہیں اور ہمارا حسن ظن یہ ہے کہ آپ نے اس کا لفظ بہ لفظ مطالعہ کیا ہوگا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مراحلِ انقلاب میں پہلا مرحلہ دعوت ہی کا ہے۔ جس کے ساتھ تربیت کا مرحلہ بھی جڑا ہوا ہے۔ اس اعتبار سے یہ بات بالکل واضح

ہے کہ ہم فی الوقت دعوت اور تربیت کے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ وہ وقت ہماری زندگیوں میں لائے کہ ہم اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے عملی طور پر اقدام کے مرحلے تک پہنچ سکیں اور اپنا ہدیۂ جان اللہ کے حضور پیش کر سکیں۔ لیکن جب تک وہ مرحلہ نہیں آتا، ہمیں خود کو دعوت و تربیت کے مراحل اور نظم کی پابندی تک محدود رکھنا ہوگا۔ یاد رکھیے! نظم کی پابندی کرنا اور عامۃ الناس کو صحیح اسلامی فکر کی دعوت دینا اپنی جگہ بہت بڑا اجہاد ہے۔ فی الوقت ہمارے کرنے کا اصل کام یہی ہے۔ یاد رکھیے! پیچھے رہ جانا اور اپنے فرائض سے غفلت برتنا اگر قابل مذمت ہے تو نظم کی اجازت کے خلاف آگے بڑھنا اور اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھنا بھی درست طرزِ عمل نہیں۔ اِس حقیقت کو بھی اچھی طرح جان لیجیے کہ اسلامی انقلاب برپا کر دینا ہمارا مقصد اور ٹارگٹ تو ضرور ہونا چاہیے لیکن ہم انقلاب برپا کر دینے کے مکلف نہیں، ہم کوشش کے مکلف ہیں، لیکن یہ کوشش پورے خلوص سے اور دلی آمادگی بلکہ تن من دھن سے ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

رفقاءِ محترم! یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ روزِ قیامت ہم سب اللہ کے ہاں فرداً فرداً پیش ہوں گے اور ہر شخص کا محاسبہ اُس کے علم اور اُس کی صلاحیت واستعداد کے مطابق ہوگا۔ اس حوالے سے اگر ہم نے دین کی دعوت کے ضمن میں کوتاہی کا معاملہ کیا تو اندیشہ ہے کہ ہم اللہ کے ہاں مجرم گردانے جائیں گے۔ ہاں، اگر ہم نے اس دینی فکر کا ابلاغ پوری محنت اور پورے خلوص سے کیا ہوگا تو ہم اللہ کی رحمت سے پُر اُمید ہیں کہ وہ ہمیں آخرت میں سرخرو فرمائے گا۔ اور یاد رکھیے آخرت کی کامیابی ہی حقیقت میں اصل کامیابی ہے۔

اب میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ نے اس مہم کے حوالے سے کیا کچھ کرنا ہے اور اس کو کس انداز سے چلانا ہے:

1- پہلا اور اہم ترین کام یہ ہے کہ اس دعوتی مہم کے آغاز سے یکم اگست تک جو دن آپ کے پاس ہیں اُن سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے تنظیمی فکر کو ایک بار پھر تازہ کرنے کی خاطر بنیادی تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ کریں۔

2- دعوت کو صرف مثبت انداز میں پیش کریں۔ کسی فرد، گروہ یا جماعت کی مخالفت میں کوئی بات نہ کریں۔

3- کوئی شخص اگر آپ کو سننے سے انکار کرتا ہے یا سننے کے بعد تنقید کرتا ہے یا طنز کے تیر برساتا ہے تب بھی آپ ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کرتے ہوئے اُس سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں اور ہرگز کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔

4- انفرادی یا اجتماعی دعوت کا کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے عوام کو تکلیف پہنچے۔ (مقامات یا اوقاتِ کار کے حوالے سے)

5- فقہی مسائل پر گفتگو کرنے سے مکمل اجتناب کریں اور دعوتی گفتگو میں فرقہ وارانہ مباحث سے گریز کریں۔

6- عوامی اجتماعات میں ثقیل زبان اور غامض علمی اصطلاحات سے گریز کریں۔ ایسی باتیں لوگوں کو کنفیوز کر دیتی ہیں۔

7- مہم کے دوران ہر حال میں سمع واطاعت کا مظاہرہ کریں۔ اگر کسی کو عارضی طور پر آپ کا امیر مقرر کیا گیا ہو تب بھی اُس کی سنیں اور مانیں۔

آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ ہم نے اُس کی تائید وتوفیق کے حوالے سے دعوتی مہم کا جو عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں ہماری مدد فرمائے اور ہماری مساعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

نوٹ: امیر تنظیم اسلامی کا یہ پیغام ویڈیو کی صورت میں www.tanzeem.org پر دیکھا جا سکتا ہے۔

کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی ریاست میں رنجیت سنگھ کا مجسمہ نصب کرنا دین اسلام کی تعلیمات سے کھلی بغاوت ہے۔

مسلمان بت تراش نہیں بت شکن ہوتا ہے۔ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں رکھے تمام بت خود اپنے دست مبارک سے پاش پاش کیے تھے۔

یاد رہے کہ رنجیت سنگھ وہ شخص تھا جس نے مسلمانوں کا بڑے پیمانے پر قتل عام کیا، اس کے دور میں مسلمان عورتوں کی بڑے پیمانے پر آبروریزی کی گئی اور لاہور کی شاہی مسجد کو گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کیا گیا۔ ہم حکومتِ پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس مجسمے کو فوری طور پر نہ صرف ہٹانے کے احکامات جاری کرے بلکہ اس مجسمے کو پاش پاش کر کے اپنا دینی فریضہ سرانجام دے۔ علاوہ ازیں اُن NGOs اور سیکولر عناصر کے خلاف بھی کارروائی کی جائے جنہوں نے مجسمہ نصب کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔

تنظیمِ اسلامی پاکستان
بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر: حافظ عاکف سعید

یہ اشتہار تنظیم اسلامی کی طرف سے 17 جولائی 2019ء کو دنیا، 92، اسلام اور Daily Time کے اخبارات میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

والدین کے بعدالوفات حقوق

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں مرکزی ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 12 جولائی 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم حاضرین! ہم نے گزشتہ دو خطابات میں والدین کے حقوق اور حسن سلوک کے حوالے سے مطالعہ کیا تھا۔ایک صاحب نے توجہ دلائی کہ آپ نے زندہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وضاحت کی ہے لیکن جن کے والدین اس دنیا میں نہیں ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کس طرح ہوسکتا ہے؟ لہٰذا آج ہم ان شاء اللہ اسی حوالے سے قرآن و حدیث کی روشنی میں جائزہ لیں گے کہ مرحوم والدین کے ساتھ حسن سلوک کس طرح کیا جاسکتا ہے؟

والدین کے فوت ہوجانے کے بعد ان کے جو حقوق اولاد کے ذمے واجب الادا ہوتے ہیں ان کے حوالے سے ایک جامع حدیث مشکوٰۃ شریف میں آئی ہے۔حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ قبیلہ بنوسلمہ کا ایک شخص آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میرے والدین کے احسان کا کچھ حصہ ابھی بھی میرے ذمہ باقی ہے کہ میں ان کے مرنے کے بعد ان سے وہ احسان کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔(1) ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا۔(2) ان کے لیے استغفار کرنا (بخشش طلب کرنا) (3) اور ان کے بعد ان کی وصیت (اور دیگر وعدوں کو حتی الوسع) پورا کرنا (4) اور ان قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا، جن کے ساتھ قرابت کا رشتہ صرف انہی کی وجہ سے جڑتا ہے (5) اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا۔‘‘

احادیث کی روشنی میں علماء دین نے وفات کے بعد والدین کے سات حقوق بتائے ہیں:

1۔دعائے مغفرت: والدین کے لیے مغفرت کیسے مانگنی ہے وہ دعا بھی قرآن میں ہمیں سکھادی گئی ہے۔فرمایا:
﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾﴾ (سورۃ ابراھیم) ’’اے ہمارے پروردگار! مجھے، میرے والدین اور تمام مؤمنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔‘‘

اسی طرح سورۃ الحشر میں بھی ایک دعا بیان ہوئی ہے:
﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾﴾
’’اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے (مالِ فے پر ان کا بھی حق ہے) وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! تو بخش دے

مرتب: ابوابراھیم

ہمیں بھی اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے‘ اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی کدورت نہ پیدا ہونے دے‘ اے ہمارے رب‘ بے شک تو نہایت شفیق اور رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

2۔ایصالِ ثواب: قرآن مجید پڑھ کر ثواب پہنچائے۔ قرآن نہیں پڑھا تو کلمہ شریف اور سبحان اللہ نیز الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھ کر اس کا ثواب پہنچادے۔

3۔اعانتِ احباب واہلِ قرابت: ان کے دوستوں نیز رشتہ داروں کی حسب استطاعت مدد کرنا۔

4۔اکرام واحترام احباب واہل قرابت: کسی کے والدین نے اگر دوسرا نکاح کرلیا تو ان کے جو اعزہ ہیں ان کی بھی مالی خدمت کرنا۔

5۔ادائے دین وامانت: والد کے پاس کسی کی امانت تھی، والد کے اُوپر کسی کا قرضہ تھا، تو اس کو ادا کرے۔

6۔تنفیذِ وصیت: انہوں نے جو وصیتیں کی تھیں اس کو پورا کرے۔

7۔قبر کی زیارت: ہفتہ میں ایک دن تو جا کے ان کی قربت کی زیارت کرلی جائے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال بند ہوجاتے ہیں لیکن تین اعمال کا ثواب باقی رہتا ہے۔(1)۔صدقہ جاریہ۔(2)۔علم جس سے لوگ منتفع ہوں اور (3)۔نیک لڑکا جو ماں باپ کے لیے دعا کرتا رہے۔(مسلم)

والدین کوئی ایسا کام کرجائیں جس کا اجر انہیں دنیا میں ملتا تھا لیکن اب ان کی وفات کے بعد اگر ان کی اولاد اس کام کو جاری رکھے تو وہ اجر بھی ان کو ملتا رہے گا۔علم نافع وہ ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو اس کا اجر بھی والدین کو ملتا رہے گا۔اولاد میں سے اگر کوئی نیک ہے تو وہ جب تک والدین کے لیے دعا کرتا رہے گا تب تک والدین کو ثواب ملتا رہے گا۔

ایک روایت میں مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرے والدین کے وفات پاجانے کے بعد بھی ان کے حقوق میرے ذمہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، چار

چیزیں ہیں: ان کی نماز جنازہ پڑھنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے عہد وصیت کو پورا کرنا، ان کے دوست کا اکرام کرنا، اوراس رشتے کونبھانا جورشتہ تم کوان سے حاصل ہوا ہے، یہی چیزیں ان کے مرنے کے بعدتم پر بطورِ حقوق کے باقی ہیں۔'' (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لیے چیخ وپکار رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت ومغفرت کا تحفہ پہنچے۔ پس جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ومحبوب ہوتا ہے۔۔ اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے۔ اور مردوں کے لیے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لیے دعائے مغفرت ہے۔'' (شعب الایمان)

جو شخص فوت ہو جاتا ہے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، اب وہ نہ کوئی نیک کام کرسکتا، نہ نمازیں پڑھ سکتا ہے، نہ روزے رکھ سکتا ہے، نہ وہ مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہے اور نہ ہی کسی ضرورت مند کے کام آ سکتا ہے، مگر نیکیوں کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ اب یا تو اسے باقیات الصالحات نفع پہنچا سکتی ہیں یا پھر پیچھے رہنے والوں کی دعائے مغفرت اسے نفع پہنچا سکتی ہے لہٰذا وہ انتظار کرتا ہے کہ کہیں سے دعائے مغفرت کا تحفہ آ جائے۔

دوسروں کے لیے بخشش مانگنا خود اپنے حق میں بھی بے انتہا مفید ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لیے ہر مومن مرد وعورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔'' (طبرانی)

آپ اندازہ کیجیے کہ اگر کوئی زندہ اور مردہ تمام ایمان والوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگے گا تو اس کو کتنا اجر ملے گا؟ جبکہ حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک کتنے ہی ارب ہا ارب مومن مرد اور عورت فوت ہو چکے ہیں۔ اس حساب سے اگر آپ ہر نماز کے بعد تمام مومنین (مردہ و زندہ) کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو نیکیوں کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں دعا رٹے رٹائے الفاظ کے طور پر نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ سمجھ کر اور دل سے پڑھنی چاہیے۔

استغفار کے الفاظ کے اختصار اور زبان سے ادائیگی میں سہولت کی وجہ سے عام آدمی اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں کرسکتا اور مطمئن نہیں ہو پاتا، لہٰذا اہل قبور کے ایصالِ ثواب کے لیے لوگ مختلف ناموں سے تقریبات منعقد کر کے اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر انسان اپنی پانچ وقتہ نماز کا اہتمام کرے اور ہر نماز کے بعد پورے شعور کے ساتھ اپنے والدین اور تمام اہل ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرے تو وہ اندازہ ہی نہیں کرسکتا کہ اس سے نہ صرف تمام اہل ایمان (مردہ و زندہ) کو بلکہ خود اسے بھی کتنا اجر ملے گا۔ خاص طور پر فوت شدہ اہل ایمان کے لیے استغفار کے ان ہلکے پھلکے الفاظ کی بھی کتنی قدر وقیمت ہے ہم اس کا اندازہ نہیں کرسکتے۔

مغفرت کی بہترین دعا وہی ہے جو قرآن ہمیں سکھاتا ہے۔ جو آدمی پنج وقتہ نماز کا پابند ہوگا اسے اللہ تعالیٰ اس دعا کی توفیق دے گا لیکن جو نماز سے محروم ہے وہ اس دعا سے بھی محروم رہے گا۔ اس لیے کہ ہماری مصروفیات اتنی زیادہ ہیں کہ ہمیں دعا کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نیک بندے کے لیے جنت میں ایک درجہ بلند کر دیتا ہے تو بندہ پوچھتا ہے اے میرے پروردگار! یہ کس وجہ سے درجہ بلند ہوا؟ اللہ فرماتا ہے تیرے لیے تیری اولاد کے استغفار کرنے کی وجہ سے۔'' (مسند احمد)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ

پریس ریلیز 19 جولائی 2019ء

کلبھوشن یادیو کیس میں بھارت کو عالمی سطح پر بدترین ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا

ریکوڈک فیصلے کے ذمہ دار غیروں سے بڑھ کر اپنے ہیں جنھوں نے مجرمانہ غفلت اور نااہلی کا ثبوت دیا

حافظ عاکف سعید

کلبھوشن یادیو کیس میں بھارت کو بدترین ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ عالمی عدالت انصاف نے بھارت کا یہ موقف مسترد کر دیا کہ اِس جاسوس کو پاکستان رہا کر کے بھارت کے سپرد کر دے۔ بھارت کا یہ موقف بھی رد کر دیا گیا کہ فوجی عدالت یہ کیس سننے کی مجاز نہیں تھی اور کیس کو سِول عدالت میں منتقل کیا جائے البتہ بھارت کے اِس موقف کو تسلیم کر لیا گیا کہ ویانا کنونشن کے تحت ملزم کو قونصلر رسائی دی جائے کیونکہ پاکستان اور بھارت دونوں نے ویانا کنونشن پر دستخط کیے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ویانا کنونشن عام جنگی قیدیوں کے لیے ہے نہ کہ جاسوس کے لیے۔ پھر یہ کہ جعلی پاسپورٹ پر دوسرے ملک میں داخل ہونے والے کو قونصلر رسائی کس طرح دی جاسکتی ہے؟ ریکوڈک کیس کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ عالمی بینک کی ایک ذیلی عدالت نے پاکستان کو اپنی تاریخ کا سب سے بڑا جرمانہ کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس افسوسناک فیصلے کے ذمہ دار غیروں سے بڑھ کر اپنے ہیں جنھوں نے مجرمانہ غفلت اور نااہلی کا ثبوت دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے غریب باسیوں کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ وزیراعظم نے تحقیقات اور اصل ذمہ داروں کا تعین کرنے کے لیے کمشن قائم کر دیا ہے۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ کمیشن اچھی طرح چھان بین کر کے اصل مجرموں کا تعین کرے اور جن لوگوں نے ملکی مفاد کو نقصان پہنچایا ہے اُنھیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جس نے قرآن پڑھا پھر اس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنائے گا جس کی روشنی دنیا کے گھروں میں پہنچنے والی سورج کی روشنی سے زیادہ احسن ہوگی۔ پھر اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے یہ عمل کیا؟‘‘ (الکبیر)

ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جس نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا ان کے حیات ہونے کی حالت میں اور ان کے مرجانے کے بعد تو اللہ پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو خوش کر دے۔‘‘ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا والدین کے فوت ہو جانے کے بعد حسن سلوک کا کیا مطلب؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’وہ ان کے لیے استغفار کرے اور کسی کے والدین کو بُرا بھلا نہ کہے کہ جواب میں وہ بھی اسے بُرا بھلا کہے۔‘‘ (مجمع الزوائد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’زندوں کی طرف سے مُردوں کے لیے ہدیہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔‘‘ (مسند الفردوس)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’بلا شبہ (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) بندے کے ماں باپ وفات پا جاتے ہیں یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے اس حال میں کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا، اب موت کے بعد ان کے لیے استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ اس کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں میں لکھ دیتے ہیں۔‘‘ (مشکوٰۃ)

زندگی میں غلطیاں ہر ایک سے ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر جوانی میں جذباتیت کا شکار ہو کر نافرمانی ہو جاتی ہے لیکن ایسا شخص اگر والدین کے فوت ہو جانے کے بعد بھی ان کے لیے استغفار کرتا رہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و احسان اور لطف و کرم ہے کہ اس کی تلافی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ یعنی والدین کی زندگی میں اُن کے جو حقوق ضائع ہو گئے تھے ان کی تلافی ہو جائے گی اور اس کا شمار نافرمانوں کی بجائے فرمانبرداروں میں ہو جائے گا۔

اوپر جو قرآنی دعائیں بیان ہوئی ہیں ان کی قبولیت کی گارنٹی ہے کیونکہ ان کو اللہ نے سکھایا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی جو دعائیں آپ کو یاد ہیں وہ آپ مانگ سکتے ہیں۔ اگر عربی میں یاد نہیں ہیں تو ان کو اپنی زبان میں بھی مانگ سکتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ ساری عمر یاد ہی نہیں کرنی۔

استغفار کے بعد دوسری چیز جو والدین کو فائدہ پہنچاتی ہے وہ ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکیوں میں سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے۔‘‘

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ’’بے شک سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والا آدمی وہ ہے جو کہ اپنے باپ کے دوستوں اور متعلقین کے ساتھ محبت اور تعلق کا رشتہ جوڑے رکھے۔‘‘ (ابوداوٗد)

اس حوالے سے صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل کیسا تھا اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حضرت ابن عمرؓ مجھ سے ملنے تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے میں کیوں آیا؟ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرے اُس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ میں اور تمہارے والد میں دوستی تھی اس لیے آیا ہوں کہ دوست کی اولاد بھی دوست ہی ہوتی ہے۔

اسی طرح والدین کے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ذیل میں آئے گا۔ ایک شخص نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ تو فرمایا: ’’تمہارے اہل میں سے کوئی ہے؟‘‘ اس نے کہا: نہیں تو فرمایا: ’’کیا تیری خالہ ہے؟‘‘ تو اس نے کہا: ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ان کے ساتھ حسن سلوک کیا کر۔‘‘ (الکبری)

پتا چلا کہ جو بندہ والدین کے ساتھ نافرمانی پر نادم ہو اور اللہ سے پشیمانی کے ساتھ معافی مانگتا ہے تو یہ بھی نیک عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ ماں باپ کی خدمت کی طرح اگر خالہ، دادی، نانی وغیرہ کی خدمت کی جائے تو ان اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ان سے راضی ہو جاتا ہے۔ یہ بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے کہ ان کے رشتہ داروں کے ساتھ انسان تعلقات کو احسن انداز میں نبھائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ جاتے تو اپنے ساتھ ایک گدھا بھی بطور سواری کے رکھتے، جب اونٹنی پر سفر کرتے کرتے اُکتا جاتے تو آرام کرنے کے لیے اس پر بیٹھ جاتے اور ایک پگڑی بھی ساتھ لے جاتے جسے بوقت ضرورت سر پر باندھ لیتے، ایک دن وہ اس گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ایک دیہاتی کے پاس سے گزر ہوا، حضرت ابن عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم فلاں ابن فلاں ہو؟ اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں، حضرت ابن عمرؓ نے اسے اپنا وہ گدھا دے دیا اور فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ اور پگڑی بھی اسے دے دی اور فرمایا اس سے اپنا سر باندھ لینا، حضرت ابن عمرؓ کے ایک ساتھی نے ان سے کہا: آپؓ جس گدھے پر آرام کرتے تھے وہ بھی اسے دے دیا اور جس پگڑی سے اپنا سر باندھا کرتے تھے وہ بھی اسے دے دی، اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، (آپ نے ایسا کیوں کیا؟) ابن عمرؓ نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے محبت و تعلق رکھنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔‘‘ (مسلم)

ذرا سوچیے! یہ رویے آج ہمارے درمیان کس حد تک موجود ہیں۔ کیا ہم اپنے والدین کے اعزہ و اقارب کے ادب و احترام کا خیال رکھتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو کوئی یہ چاہے کہ قبر میں اپنے باپ کو آرام پہنچائے اور خدمت کرے تو باپ کے انتقال کے بعد اس کے بھائیوں کے ساتھ وہ اچھا برتاؤ رکھے جو رکھنا چاہیے۔‘‘ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’باپ کی خدمت اور حسن سلوک کی ایک اعلیٰ قسم یہ ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ (اکرام و احترام کا) تعلق رکھا جائے اور باپ کی دوستی اور محبت کا حق ادا کیا جائے۔‘‘ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ ان باتوں کا کیسے اہتمام فرماتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ حضرت ابوالطفیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک عورت آنحضور ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اس کے لیے بچھادی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ لوگوں نے

بتایا کہ یہ آنحضورﷺ کی رضاعی ماں ہے۔'' (ابوداؤد)

نبی اکرمﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت عمدہ مثالیں چھوڑی ہیں۔ ہمیں بھی اپنے والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ ایسا رویہ رکھنا چاہیے۔

اسی طرح والدین کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔'' (بخاری) اسی طرح حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے عرض کیا: اُم سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے ان کے لیے کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: ''پانی، چنانچہ حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا اور کہا یہ اُم سعدؓ کے لیے صدقہ ہے۔'' (ابوداؤد)

والدین کی قبروں کی زیارت کرنا بھی بعد از وفات والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمﷺ نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی اور خود بھی روئے اور حاضرین کو بھی رلا دیا۔

اسی طرح اگر والدین کے ذمے کوئی قرض ہے تو اس کو ادا کرنا بھی حسن سلوک میں شامل ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ہبیرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے والدین کی قسم پوری کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں بُرا نہ کہلوائے تو وہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کی زندگی میں اس سے فرمانبرداری میں کچھ کوتاہیاں کیوں نہ ہوتی رہی ہوں۔'' (طبرانی)

فوت شدہ والدین کے لیے حج کرنے کا ثواب بھی ان کو ملتا ہے بشرطیکہ حج کرنے والے نے پہلے اپنا حج کیا ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ ان کے لیے حج بدل ہو سکتا ہے، ان کی روح کو آسمان میں اس کی خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرماں برداروں میں شمار ہوتا ہے اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو۔

اسی طرح آج کل قربانی کا موسم آ رہا ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے والدین کے لیے قربانی کرنا چاہتا ہے تو وہ کرسکتا ہے اور اس کا اجر وثواب بھی والدین کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے زندہ ومرحوم والدین کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(11 تا 17 جولائی 2019ء)

جمعرات (11 جولائی) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اسی شام بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں واپڈا ٹاؤن کے ایک رفیق جناب شاہد عالم سے تفصیلی ملاقات رہی۔ تنظیمی امور کے علاوہ ان کے ذاتی مسائل بھی زیرِ گفتگو رہے۔ جمعہ (12 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے اور پریس ریلیز کا اجراء کیا۔ بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں رفیق تنظیم جناب عثمان نذیر اپنے ایک بہنوئی کے ساتھ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ ہفتہ (13 جولائی) کو دن 11 بجے قرآن اکیڈمی میں کراچی سے تشریف لائے سینئر رفیق جناب میجر (ر) شاہد حفیظ چودھری سے ان کے بعض ذاتی اور تنظیمی امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

اتوار (14 جولائی) کو طے شدہ شیڈول کے مطابق صبح 8 بجے حلقہ گوجرانوالہ کے سالانہ دورے کے لیے روانگی ہوئی۔ ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی بھی شریکِ سفر تھے۔ شدید بارش کے باوجود بھی رفقاء کی شرکت قابل تحسین تھی۔ پروگرام کا آغاز 9 بجے ہوا۔ حسبِ معمول، سب سے پہلے امیر حلقہ جناب شاہد رضا نے پورے حلقے کی جائزہ رپورٹ پیش کی۔ پھر مقامی امراء نے اپنی تناظیم اور نقباء نے منفرد اُسرہ جات کا تعارف کرایا اور گزشتہ سال کی کارکردگی کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ چائے کے وقفے کے دوران حسبِ پروگرام حلقہ کے ذمہ داران اور ارکان شوریٰ کے ساتھ امیر محترم کی خصوصی نشست ہوئی۔ بعدازاں، مقامی امراء نے فرداً فرداً نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ پھر سوال وجواب کی بھرپور نشست رہی۔ مجلس کے اختتام سے قبل امیر محترم نے تذکیری نوعیت کا مختصر خطاب بھی فرمایا۔ آخر میں نئے رفقاء کے لیے اجتماعی طور پر بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ دوپہر تقریباً 1 بجے حلقے کا اجتماع اختتام کو پہنچا۔

سوموار (15 جولائی) کو صبح 10:30 سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں زیر التواء تنظیمی امور نمٹائے۔ منگل (16 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں مجوزہ دعوتی مہم کے حوالے سے رفقاء کے نام اپنے پیغام کو جناب ایوب بیگ مرزا کے تعاون سے مرتب کیا۔ بدھ (17 جولائی) کو مذکورہ پیغام شعبہ سمع وبصر میں ریکارڈ کرایا۔

(مرتب: محمد خلیق)

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی
''قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علومِ قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

14

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

48 کم نگاہ و بے یقین و ناامید — چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید!

(اے فرزندِ ارجمند!) آج کے جدید تعلیم یافتہ مسلم نوجوان کم نگاہ (آخرت کو نظر انداز کرنے والے)، (اسلامی تعلیمات کے ماورائی حقائق پر) یقین سے تہی دست اور مایوس (AGNOSTIC) ہیں ان کے نقطۂ نظر میں اس دنیا میں حیوانی جبلتوں کی تسکین کے سوا کچھ نہیں ہے

49 ناکساں منکر ز خود مومن بغیر — خشت بند از خاکِ شاں معمورِ دیر!

(آج کے نوجوان) نالائق، اپنے حقیقی وجود (خودی/روح) کے منکر ہیں اور مغربی صیہونی بے بنیاد خدا بیزار افکار پر یقین رکھنے والے ہیں۔ مغربی استعمار (جو دین دشمن افکار کا بت کدہ ہے) ان نوجوانوں کو اس بت کدے کی اینٹیں (اعلیٰ عہدے دے کر خدمت گار) بنا رہا ہے

50 مکتب از مقصودِ خویش آگاہ نیست — تا بجذبِ اندرونش راہ نیست!

(مغربی صیہونی استعمار کے) تعلیمی مکتب اپنے (حقیقی) مقصدِ تعلیم سے آگاہ (ہی) نہیں ہیں اسی لیے ان (مسلم) نوجوان نسل کو اپنے اندر کے جذبِ دروں (خودی اور روح) تک رسائی نہیں ہے

48۔ (اے فرزندِ ارجمند!) آج کے جدید تعلیم یافتہ نوجوان کم نگاہ ہیں، مستقبل میں اپنے بارے میں سوچنے کی فکر سے عاری ہیں اور وہ ماورائی حقائق جو اسلام نے دیے ہیں ان کی سیکولر اور لبرل سوچ کی وجہ سے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ اب آج کا نوجوان ابلیسی فکر کا حامل ہے (اپنے بارے میں مایوسی کی انتہا پر ہے۔ ابلیس __ مایوسی میں مبالغہ کے لیے عربی لفظ ہے اور استعارہ ہے) اور پوری نژادِ نو یا جدید تعلیم یافتہ نسلِ انسانی اسی بنا پر اب ایسی جگہ آن کھڑی ہوئی ہے جسے AGNOSTICISM ❶ کہتے ہیں ان کے نزدیک کیا انسانی زندگی صرف حیوانی جبلّی تقاضوں کے سوا کچھ بھی نہیں؟ کے سوال کے بعد حیران و پریشان ہے۔

49۔ آج کا جدید تعلیم یافتہ نوجوان __ نالائق ہے اپنے حقیقی وجود (روح+ جسد کے مجموعے) کے اصل حصے رُوح کا منکر ہے جس رُوح کی وجہ سے انسان مسجودِ ملائکہ بنا اور اشرف المخلوقات کے درجے اور احسن تقویم کے مقام کا سزاوار کہلاتا ہے جبکہ (اپنی کم فہمی اور مغربی تعلیم کی نارسائی کے نتیجے میں مغربی افکار و نظریات) انسان کے صرف حیوانی وجود اور جبلّی تقاضوں کے اصل ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ ❷ چالاک فکرِ یہود نے عصر حاضر کی تمام نوجوان نسلوں کو حیوان بنا کر اپنے فرنگی ظالمانہ استعمار کے قلعوں (بت کدوں، سیاسی ایوانوں، بینکوں، پلازوں، کیسینوز، فلمی دنیا کے مراکز وغیرہ) میں بطور اینٹیں استعمال کیا ہے یعنی عصرِ حاضر کے کروڑوں نوجوانوں کی روحانی موت کے بعد ان کی لاشوں پر یہ استعمار قائم ہوا ہے اور کھڑا ہے اور بد بو دے رہا ہے۔

50۔ اے پسر! یہ بات غور کرنے کی ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ آج کے مغربی استعمار کے نظامِ تعلیم کے ادارے تعلیم کے حقیقی مقصد سے آگاہ ہی نہیں اور انسان کو پہچان کر خود شناسی کی تعلیم دینے کی بجائے ترقی یافتہ حیوان ثابت کر کے اس کی مادی ضروریات فراہم کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں اور عملی زندگی میں آنے پر ایسی زندگی فراہم کرتے ہیں جس میں لباس اور رشتوں کی تمیز نام کی کوئی قدر نظر نہیں آتی (موجودہ نظامِ تعلیم رومی سفاک بادشاہوں کے خدمت گاروں کی طرح موجودہ فرنگی استعمار کے لیے کارکن فراہم کر رہا ہے)❸ اسی لیے آج کے مسلم نوجوان کو اپنے اندر کے جذبِ دروں یعنی رُوح یا خودی تک رسائی ہی نہیں اور وہ مغربی افکار کے سراب کے صحرائے تیہ میں بے مقصدیت کا شکار ہے اور ذہنی آوارگی کا مظہر (SYMBOL) ہے۔

❶ AGNOSTICISM کیا ہے؟
"AGNOSTICISM AN INTELLECTUAL DOCTRINE OR ATTITUDE AFFIRMING THE UNCERTAINTY OF ALL CLAIMS TO ULTIMATE KNOWLEDGE".

❷ مومن اور ایمان کا لفظ قرآن مجید میں بھی اور احادیث مبارکہ میں دوسرے کی بات پر یقین کرنے کے معنی میں آیا ہے جب یہی لفظ بِ کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو ایمان لانے کے معنی دیتا ہے۔ (61:09)

❸ یاد رہے کہ برطانوی ہند میں بے خدا جدید نظامِ تعلیم کا بانی لارڈ میکالے ہے جو مغربی نظام حکومت و سیاست کے آئیڈیل رومی طرزِ حکومت کا مدّاح اور ثناخواں تھا۔ اس کی مشہور کتاب LAYS OF ANCIENT ROME (LORD MACALLAY) ہے جس میں رومن امپائر کے زوال (جس میں مسلمانوں کا رول تھا) پر خون کے آنسو بہاتا نظر آتا ہے اور اس نے مسلمانوں کے لیے یہ ابلیسی نظامِ تعلیم جاری کر کے مسلمانوں سے اپنی شکست کا بدلہ لیا ہے۔

عرب تو دین سے بغاوت کے نتیجہ میں تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں اگر ہم نے بھی وہی راستہ اختیار کیا تو پھر اگلی باری ہماری ہوگی: ایوب بیگ مرزا

ڈیل آف دی سنچری کا اصل مقصد عربوں کو یہ باور کرانا ہے کہ وہ شرافت سے نکل جائیں اور یروشلم کو بھول جائیں: آصف حمید

سعودی عرب نے سال بھر میں 5000 ایسے ثقافتی شوز، میلوں اور دیگر تقریبات کا تعین کر دیا ہے جو اسلامی شعائر کے سراسر خلاف ہیں: رضاء الحق

گریٹر اسرائیل کی تیاری اور عربوں کی غفلت کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: بحرین امن کانفرنس کا ایجنڈہ کیا تھا اور یہ ڈیل آف دی سنچری کیا اصطلاح ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ کانفرنس بحرین کے شہر منامہ میں منعقد ہوئی اور اس کا نام تھا: peace to prosperity۔ اس میں اردن، عمان اور بحرین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے اعلیٰ سطح (وزارتی سطح) کے وفود اس میں شامل ہوئے۔ جبکہ باقی عرب ممالک نے اتنا فعال حصہ نہیں لیا، اُن کے نچلی سطح کے وفود شامل ہوئے۔ ظاہری طور پر یہ کانفرنس خطے میں امن کے قیام کی ایک کوشش تھی۔ لیکن امن کے لیے سب سے بڑا چیلنج اس وقت اسرائیل ہے۔ اسرائیل نے وہاں وہی انداز اختیار کیا ہے جس طرح قبضہ مافیا کے لوگ کسی کی زمین پر قبضہ کرنے کے لیے پہلے وہاں چکر لگاتے ہیں، پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد وہاں ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی رکھ دیتے ہیں، پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد دو چار کرسیاں رکھ دیتے ہیں اور وہاں آنا جانا بڑھا دیتے ہیں۔ یعنی ان کی وہاں بیٹھکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ اس جگہ پر تجاوزات کا آغاز کرتے ہیں۔ جب آس پاس کی آبادی کچھ اعتراض کرتی ہے تو وہ ان سے ذرا تلخ لہجے میں بولتے ہیں۔ اس لیے کہ علاقے کی پولیس ان سے مل چکی ہوتی ہے۔ جب جھگڑا بڑھتا ہے تو علاقے کی پولیس امن عامہ کے نام پر مقامی لوگوں میں سے ہی کچھ کو اٹھا لیتی ہے جبکہ اصل مجرموں کو وہ کچھ نہیں کہتی جس کی وجہ سے قبضہ مافیا کی وہاں دہشت بیٹھ جاتی ہے اور مقامی لوگ اس مافیا سے اُلجھنے سے کتراتے ہیں۔ اس کے بعد قبضہ مافیا وہاں چار دیواری بنا لیتا ہے اور گیٹ پر لکھ دیا جاتا ہے فلاں کا ڈیرہ۔ بالکل یہی معاملہ اسرائیل کا ہے۔ اسرائیل کا آغاز بالفور ڈکلیریشن سے ہوا جس میں اسرائیل کا خاکہ سامنے آ گیا۔ پھر 1948ء میں صیہونی قبضہ گروپ نے عالمی تھانیدار امریکہ کے ذریعے وہاں زبردستی قبضہ کر لیا، آس پاس کے لوگوں سے چھیڑ خانی شروع کر دی اور ساتھ ساتھ ان کا قبضہ بھی پھیلتا چلا گیا۔ پھر 1967ء کی جنگ میں اس صیہونی قبضہ گروپ نے عالمی تھانیدار کے ساتھ مل کر عربوں کو شکست دی اور بہت سارے عرب علاقے ہتھیا لیے۔ پھر اس مقبوضہ علاقے کو ریاست اسرائیل قرار دے دیا گیا حالانکہ دیگر بہت کم ممالک نے

مرتب: محمد رفیق چودھری

اسے تسلیم کیا تھا۔ اس کے بعد عرب ممالک کو مختلف ہتھکنڈوں سے کمزور کر کے ان سے بھی منوا لیا گیا اور اب اسرائیل نے قبضے کی رفتار کو مزید تیز کر دیا ہے۔ گویا اب وہ اسرائیل سے گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ عالمی طاقت کا مرکز اب ان کی مٹھی میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پندرہ بیس سال پہلے ٹرمپ جیسے شخص کو امریکہ کا صدر بنانے کا پلان بنا لیا تھا۔ یعنی ایسا شخص جس میں نہ اخلاقیات ہو، نہ وہ کوئی بات کہنے میں جھجکے، نہ وہ ایسا عمل کرنے سے جھجکے جس کو دنیا برا جانتی ہو۔ ٹرمپ کا داماد جیرڈ کشنر بھی ایک یہودی ہے جو اس وقت وائٹ ہاؤس میں ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وائٹ ہاؤس میں ایسی تعیناتیاں کی گئیں جو یہودی مفادات کے حوالے بہت متعصب اور فعال ہیں۔ لہٰذا اب بحرین کانفرنس کے ذریعے عربوں کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ ان کی بچت صرف اسی میں ہے کہ وہ اسرائیل کو صحیح معنوں میں تسلیم کر لیں اور اس کے گریٹر اسرائیل بننے میں کوئی رکاوٹ نہ بنیں۔ اس سے پہلے جتنے بھی معاہدے ہوئے ہیں ان کے بعد اسرائیل کو مزید پیش رفت حاصل ہوئی ہے۔ البتہ پہلے معاہدوں میں یہ بات طے ہوتی تھی کہ اسرائیل دو قوموں کا وطن ہوگا۔ یعنی یہودی اور فلسطینی دونوں اس میں رہیں گے لیکن اب منوایا جا رہا ہے کہ اسرائیل صرف یہودیوں کا وطن ہو گا۔ غیر یہودیوں (مسلمانوں اور عیسائیوں) کو وہاں شہری حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔ حالیہ امن کانفرنس کا ایجنڈا یہ تھا کہ 50 بلین ڈالر ان لوگوں کو دیے جائیں گے جو اسرائیل سے نکل کر دور دراز علاقوں میں جا کر آباد ہوں گے۔ یہ امن کانفرنس دراصل عربوں سے یہی بات منوانے کے لیے رکھی گئی تھی۔ اس کو ڈیل آف دی سنچری اس لیے کہا گیا کہ اس کے نتیجے میں یہودیوں کے نقطہ نظر سے ایک ایسا تاریخ ساز فیصلہ سامنے آئے گا جس میں اسرائیل کو بطور یہودی ریاست عرب میں تسلیم کر لیا جائے گا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ پچاس بلین ڈالر بھی عرب ممالک خود دیں گے۔ ابھی تک اس ڈیل کی خاطر خواہ مخالفت کسی نے نہیں کی اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ عربوں کو جس طرح سے دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے آنے والے وقت میں ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارا نہیں ہوگا کہ وہ اس ڈیل کو تسلیم کر لیں۔ دوسرے لفظوں میں ان سے کہا جائے گا کہ جو رقم مل رہی ہے لے لو ورنہ اس کے بغیر ہی نکال دیے جاؤ گے۔ میرے خیال میں عرب ممالک جس طرح امریکہ اور اسرائیل کی تمام خواہشات کی تکمیل آہستہ آہستہ کرتے چلے جا رہے ہیں یہ بھی کر لیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ احادیث میں اس علاقے میں ایک بڑی جنگ کی پیشین گوئیاں ہیں۔ یقیناً وہ جنگ ہوگی لیکن بظاہر یہی لگتا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ بغیر جنگ کے ہی اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے کیونکہ اس علاقے میں ان کے مقابلے میں کوئی قوت موجود ہی نہیں ہے اور ان کے عزائم اس طرح کے ہیں کہ جو بھی راستے میں آئے گا کچل دیا جائے گا۔

سوال: اسرائیل نے مسجد اقصیٰ کے نیچے سرنگ کھودنی شروع کر دی ہے۔ اسلام دشمن اسرائیل اور امریکہ کا

ایجنڈہ کیا ہے؟

رضاء الحق: ابھی جو انہوں نے سرنگ کھودی ہے، یہ پہلی نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے وہ ایسی بے شمار سرنگیں کھود چکے ہیں۔1967ء کے بعد جب اسرائیل مضبوط ہوا تھا تو اس کے بعد انہوں نے یہ کام شروع کر دیا تھا۔اصل میں مشرقی یروشلم کی اہمیت جاننا بہت ضروری ہے۔مشرقی یروشلم وہ متبرک جگہ ہے جہاں پر ٹیمپل ماؤنٹ ہے۔یہ وہ پہاڑی ہے جہاں پر مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ ہیں اور اس پہاڑی پر مسجد سلیمان (Temple) تھا۔ہم اس کو مسجد کہیں گے وہ اس کو معبد کہتے ہیں۔یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرسٹ ٹیمپل کے طور پر تعمیر کیا تھا۔اس کے بعد بخت نصر نے اس کو تباہ کر دیا تھا۔اس کے بعد وہاں پر جو دوسرا ٹمپل بنایا گیا اس کو 70ء میں روم کے جنرل ٹائٹس نے عیسائیت قبول کرنے کے بعد تباہ کر دیا تھا۔اس وقت وہاں پر دیوار گریہ موجود ہے جہاں پر یہودی جا کر گریہ وزاری کرتے ہیں۔اب وہ وہاں پر تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ تقریباً دو ہزار سال سے ان کی خواہش ہے کیونکہ اس کو گرے ہوئے دو ہزار سال ہو چکے ہیں۔عام طور پر جب یہ سرنگیں کھودی جاتی ہیں تو دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ یہاں پر بہت ساری متبرک چیزیں موجود ہیں جو دفن ہو چکی ہوئی ہیں لہٰذا اس لیے ہم یہ سرنگیں کھود رہے ہیں تا کہ وہ مل جائیں۔لیکن جب آپ ان سرنگوں کا نقشہ دیکھیں تو ان میں سے بہت ساری ایسی ہیں جو ٹیمپل ماؤنٹ کے نیچے سے گزرتی ہیں۔مثال کے طور پر ابھی جو حالیہ سرنگ انہوں نے کھودنا شروع کی ہے وہ بھی جاتے جاتے ٹیمپل ماؤنٹ کے اندر سے گزرے گی۔پھر قبۃ الصخرہ، جہاں سے نبی اکرم ﷺ کا معراج کا سفر شروع ہوا تھا۔بعد میں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے وہاں پر گنبد بنوا دیا تھا۔پھر شاہ حسین کے باپ نے اس کے اوپر سونا چڑھوا دیا تھا جس پر یہودیوں نے کہا تھا کہ یہ اچھا کام کیا ہے کیونکہ یہ سونا بعد میں ہمارے کام ہی آئے گا۔اس کے بالکل ساتھ مسجد اقصیٰ ہے اور اس کے نیچے سے بھی وہ سرنگ گزر رہی ہے۔اب 2019ء میں وہاں کیا نوادرات یا متبرک چیزیں نکلنے والی ہیں؟ اصل میں یہ یہودیوں کے پلان کا حصہ ہے۔تھرڈ ٹیمپل کے نقشے 1980ء میں سامنے آ چکے ہیں جب yinon پلان سامنے آیا تھا۔اس کے مطابق مکمل یروشلم اسرائیل کے قبضے میں آئے گا، وہاں پر تھرڈ ٹمپل بنے گا اور تخت داؤدی نصب ہو گا جہاں سے بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کی جائے گی۔اس نقشے میں وہاں مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ موجود نہیں ہیں۔یہ سرنگ کھودنے میں امریکیوں نے اسرائیل کا مکمل ساتھ دیا ہے۔

اس سرنگ کو کھودنے کا آغاز انہوں نے باقاعدہ ایک تقریب سے کیا ہے جس میں امریکی سفیر ڈیوڈ فرائیڈ مین، مڈل ایسٹ میں ٹرمپ کے ذاتی انوائے جیسن گرین بلیٹ اور دوسرے امریکی اور اسرائیلی عہدیداروں اور یہودی ربائیوں نے شرکت کی۔سرنگ کھودنے کا افتتاح اسرائیل میں امریکی سفیر ڈیوڈ فرائیڈ مین نے خود اپنے ہاتھوں سے ہتھوڑا چلا کر کیا۔ان کے نزدیک یہ ایک مقدس تقریب تھی۔جب یہ تقریب منعقد کی گئی تو مڈل ایسٹ میں ٹرمپ کے ذاتی انوائے سے باقاعدہ سوال کیا گیا کہ ایسے کام کر کے کیا آپ یروشلم یا اسرائیل کو مکمل طور پر یہودیت کے اندر ضم نہیں کر رہے؟ اس کا جواب تھا کہ نہیں! بائبل کے اندر لکھا ہوا ہے کہ یہ ہمارا علاقہ ہے۔اس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہمیں عنایت کردہ ہے۔یہیں پر یہ سوال بھی اُٹھتا ہے کہ کیا ہمارے عرب حکمرانوں کو ارض مقدس کی اہمیت کا اندازہ ہے؟ دوسرا سوال ہے کہ کیا وہ فلسطینیوں کے جان و مال کا خیال رکھتے ہیں؟ ان دونوں سوالوں کا جواب نہ میں ہے۔کیونکہ ان کے نزدیک اب وہ مقدس مقامات نہیں رہے۔اب وہ اس پر سمجھوتہ کر رہے ہیں۔تیسرا سوال یہ ہے کہ صیہونیوں نے وہاں ناجائز قبضہ کر کے جس ریاست اسرائیل کو قائم کیا، جس کے بارے میں قائداعظم نے بھی کہا کہ وہ مغرب کا ناجائز بچہ ہے اس کو عرب حکمران ناجائز سمجھتے ہیں؟ اس کا جواب بھی نہ میں ہے کیونکہ وہ اسرائیل کے ساتھ اس پر سمجھوتہ کر رہے ہیں۔اردن سے لے کر سعودی عرب تک سب کے سب ان کے ساتھ ڈیل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ترکی بھی ان کے ساتھ ڈیل کر رہا ہے۔مسلمان ممالک خصوصاً عرب حکمران نہ تو ارض مقدس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، نہ وہ صیہونی قبضہ کو ناجائز سمجھتے ہیں، نہ انہیں فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کا کوئی احساس ہے اور نہ ہی انہیں اندازہ ہے کہ امریکہ اور اسرائیل مل کر کیا خطرناک گیم کھیل رہے ہیں اور اس میں مسلمانوں کے لیے کیا نقصانات ہیں۔جب تک وہ ان چیزوں کو اچھی طرح نہیں سمجھیں گے اور اس کے مطابق ایکشن نہیں لیں گے اس وقت تک کوئی حل سامنے نہیں آ سکتا۔اسرائیل بڑھتا چلا جائے گا اور مسلم ممالک سمٹتے چلے جائیں گے۔

آصف حمید: عرب حکمرانوں کو صرف اپنی کرسی پیاری ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسرائیل اور امریکہ کا ساتھ دیں گے تو ہماری کرسی محفوظ رہے گی۔لیکن سعودی عرب کے بادشاہوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ گریٹر اسرائیل کے پلان میں تقریباً آدھا سعودی عرب بھی شامل ہے۔اسرائیل جو سرنگیں کھود رہا ہے اس میں اس بات کا بھی امکان ہے کہ جس طرح حال ہی میں کیلیفورنیا میں زلزلہ آیا ہے۔اسی طرح کا زلزلہ یہاں بھی ہو سکتا ہے۔جس سے مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ دونوں گر سکتے ہیں اور پھر وہ مسلمانوں کو یہ پیشکش کریں گے کہ ہم آپ کو اس سے بھی بہتر جگہ عطا کریں گے اور اس پر سب راضی بھی ہو جائیں گے۔جب تک ہم دجال اور دجالیت کے طریقہ کار کا مطالعہ نہیں کریں گے اس وقت تک ہمیں یہ سب سمجھ میں نہیں آئے گا۔ہم سمجھیں گے کہ جیرڈ کشنر نے بڑی خیر خواہی کی بات کی ہے۔یہی سبز باغ انہوں نے عراقی عوام کو دکھائے تھے کہ تمہارے اوپر سے ہم نے ایک آمر کو ہٹا دیا ہے۔اسی طرح کے سبز باغ وہ دوسرے عرب ممالک کو دکھا چکے ہیں اور لوگ مان رہے ہیں کیونکہ اس وقت ان کا کنٹرول ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ٹرمپ نے سعودی حکمرانوں کو صاف کہہ دیا تھا کہ آپ ہمارے بغیر پندرہ دن نہیں نکال سکتے۔یہ تو کسی حکومت کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔

سوال: اسلام دشمن قوتیں خاص طور پر اسرائیل جنگی ترانے بجا رہا ہے اور سعودی عرب میں کھیل تماشے اور موسیقی کے بڑے بڑے پروگرام ترتیب دیے جا رہے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟

آصف حمید: پہلی بات یہ ہے کہ دنیا میں کسی بھی جگہ بے حیائی اور شیطانی کام ہو رہا ہو تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور سعودی عرب کے لیے مذمت شدید تر ہے۔کیونکہ ہم اسے اُمت مسلمہ کا امام سمجھ رہے تھے۔مگر اب وہ امریکہ کے کہنے پر جن خطوط پر چل پڑا ہے اس کے نتائج کا شاید سعودی بادشاہوں کو بھی اندازہ نہیں ہے۔اگر سعودی عرب پوری طرح لبرلائز ہو گیا تو بھی امریکہ کا مقصد حل ہو جائے گا کیونکہ یہ ایک سافٹ ریولوشن ہو گا جو امریکہ چاہ رہا ہے۔لیکن ابھی سعودی عرب میں دیندار، متقی لوگ موجود ہیں۔وقت آنے پر امریکہ ان کو سعودی حکمرانوں کے خلاف کھڑا کر دے گا اور وہاں پر خون ریزی کا ایک عمل شروع ہو جائے گا۔احادیث میں یہ علامات موجود ہیں کہ وہاں پر غدر مچے گا اور ایک بادشاہ کے مرنے پر وہاں فتنہ و شورش برپا ہو گی، حج موقوف ہو جائے گا۔گویا دونوں طرح سے عرب علاقوں کے لیے تباہی ہے۔دنیا میں اللہ کا قانون یہ ہے کہ جو انسان بھی محنت کرے گا وہ دنیا میں کامیاب ہو گا اور مسلمان اگر محنت نہیں کرے گا، تو وہ دنیا میں ناکام ہو گا۔یہودی پہلے دن سے ایک مشن پر چل رہے ہیں۔وہ اپنی نسل کو اس کے لیے باقاعدہ تیار کر رہے ہیں۔وہاں ہر بچے کو پتا ہے کہ اس نے جنگ لڑنی ہے کیونکہ ان کے ہاں بھی ایک بڑی جنگ کا تصور موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کے نوجوان مرد

اور خواتین دو سال فوج کے ساتھ لگاتے ہیں، ان کی پوری ٹریننگ ہوتی ہے۔ لیکن مسلمان عیاشیوں اور اللّے تللّوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا؎

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمَم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

عرب حکمران آخر میں طاؤس و رباب پر علیٰ وجہ البصیرۃ اور کھلم کھلا آگئے ہیں اور ان کو باقاعدہ ایک منصوبے سے لایا جارہا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اصل مقدم کرسی و اقتدار ہے۔ اللہ و رسول ﷺ کے فرامین کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

سوال: مسلمان حکومتیں ہی نہیں بلکہ جن علماء کا فرض تھا کہ وہ ملت کی حق کی طرف رہنمائی کرتے وہ بھی ان خلافِ اسلام و شریعت حرکات پر کیوں خاموش ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: کسی دور میں بنی اسرائیل اللہ کی بڑی پسندیدہ اور محبوب قوم تھی۔ پھر اس میں خرابیاں پیدا ہوئیں اور وہ بڑھتی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے زوال کی جو وجوہات بتائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ان کے علماء اور مشائخ ان کو بُرے کاموں سے روکتے نہیں تھے۔ جس کے نتیجے میں برائی کی طرف بڑھنے کی رفتار تیز ہوگئی۔ ہم بھی جو زوال اور تباہی کی طرف گئے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء دین نے وہ کردار ادا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا کہ اگر تم برائی کو طاقت سے نہیں روک سکتے تو کم از کم زبان سے تو روکنے کی کوشش کرو۔ ہمارے علماء دین کے پاس تو ہر ہفتے ایک بڑے اجتماع کا اہتمام ہوتا ہے، یعنی ان کو اللہ نے نماز جمعہ کی صورت میں باقاعدہ ایک پلیٹ فارم مہیا کیا ہوا ہے۔ لیکن وہاں دین کو قائم کرنے اور برائیوں کو روکنے کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی جارہی بلکہ چند عبادات کے مسائل بیان کر دیے جاتے ہیں۔ لہٰذا جب سے ہمارے علماء منکرات کے راستے سے ہٹے ہیں تو برائیاں پھیلنا شروع ہوئی ہیں۔ یہی حال عرب کے علماء کا بھی ہے۔ وہاں تو مسجد میں خطاب جمعہ بھی وہی ہوتا ہے جو حکومت تحریری طور پر بھیجتی ہے۔ لہٰذا جو حکومت کہتی ہے وہ اس کی تائید ہی کرتے ہیں اور جو کوئی حق کی حمایت میں کھڑا ہو جائے تو اسے ختم کر دیا جاتا ہے۔ جیسے حالیہ دنوں میں وہاں تین علماء نے حق کی بات کرنے کی کوشش کی تو ان کی گردن اڑانے کا حکم ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں علماء بھی خاموش ہیں۔

رضاء الحق: سعودی عرب میں لبرلائزیشن کی جو ایک لہر چل رہی ہے اس کو ولی عہد محمد بن سلمان کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ ریما بنت بندر جو امریکہ میں سعودی سفیر تعینات کی گئی ہیں وہ پہلے سعودی عرب میں Culture and Heritage کی وزارت سنبھالے رہی ہیں۔ انہوں نے واشنگٹن سے ہی تعلیم حاصل کی۔ وہیں سے انہوں نے کلچر میں سپیشلائزیشن کی ہے۔ سعودی عرب نے سال بھر میں 5000 ایسے ثقافتی شو، میلے اور دیگر تقریبات کا تعین کر دیا ہے جو شعائرِ اسلامی کے خلاف ہیں۔ یہاں تک کہ روم اور یونان میں بت پرستی کے زمانہ میں جو جشن بہاراں منایا جاتا تھا اس کا بھی 18 جولائی سے سعودی عرب میں آغاز ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس وقت ذوالقعدہ کا مہینہ چل رہا ہے جو حرمت والا مہینہ ہے، دوسری طرف حج کا دور شروع ہونے والا ہے۔ حج کے موقع پر لوگ وہاں پہنچیں گے تو ویلکم ٹو ہالی ووڈ، سٹریچو آف لبرٹی کا ریپلیکا، ویلکم ٹو لاس ویگاس وغیرہ جیسے فلک بوس بورڈ لگے ہوئے نظر آئیں گے۔ پھر اتنا بڑا اسٹیج جو کبھی مڈل ایسٹ میں نہیں بنا، وہاں سے ناچ گانے اور فحاشی پر مبنی شو ساری دنیا کو دکھایا جائے گا۔ گویا اس طریقے سے وہ اسلامی شعائر کا مذاق بنا رہے ہیں۔ وہ جس جگہ بھی موجود ہوں، جس کرسی پر بھی ہوں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے۔ مکہ مکرمہ ام القریٰ ہے، مدینہ منورہ میں مدینہ یونیورسٹی ہے، سعودی عرب کے اندر مساجد کی کمی نہیں ہے، علماء کا فرض بنتا ہے کہ وہ اٹھیں اور اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ حق بات بیان کریں اگر ان کو اس میں کوئی گزند پہنچے تو اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن سرخرو کرے گا۔ ان کو اس کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ عوام کو بھی معلوم ہے کہ یہ سب غلط ہو رہا ہے اور دجالیت کے ایجنڈے کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔ لہٰذا دجال اور دجالیت کو روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ آپ دوبارہ اسلامی شعائر کی طرف لوٹیں۔ لیکن جب اسلامی مہینوں میں وہ کام کرنا شروع کر دیں گے جو کسی زمانے میں بت پرست کیا کرتے تھے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔

آصف حمید: آخری زمانہ کے حوالے سے احادیث اور پیش گوئیاں کتب احادیث میں موجود ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو اس حوالے سے معلومات ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اللہ نے توفیق دی کہ انہوں نے لوگوں کو اس حوالے سے روشناس کرایا۔ انہوں نے کھل کر بتایا کہ یہودیوں کے کیا عزائم ہیں، مستقبل کے حوالے سے ان کا ایجنڈا کیا ہے؟ حالانکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ روایتی مولوی یا مدرسہ سے فارغ التحصیل نہیں تھے بلکہ وہ میڈیکل ڈاکٹر تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علماء نے بھی بہت کام کیا لیکن قوم کو موجودہ زمانے کے حالات اور عالمی منصوبہ بندیوں سے آگاہ کرنے کے حوالے سے علماء نے اپنا کردار بطریق احسن ادا نہیں کیا۔

سوال: مشرق وسطیٰ یا جنوبی ایشیا؟ امریکہ کا اگلا نشانہ کون ہوسکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دو ماہ پہلے امریکہ اس خطے میں جس قسم کے اقدامات کر رہا تھا تو یہی لگ رہا تھا کہ جنگ شروع ہونے والی ہے۔ الحمدللہ! میں نے اس حوالے سے پہلے بھی بتایا تھا اور لوگ میری بات کی تائید بھی کر رہے ہیں کہ اب امریکہ اس خطے میں جنگ کی آگ فی الحال نہیں بھڑکائے گا بلکہ اس کا سارا فوکس مڈل ایسٹ پر ہوگا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسرائیل کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل میں بڑی جلدی ہے اور امریکہ کے لیے اسرائیلی خواہشات کو رد کرنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا معلوم یہ ہوتا ہے کہ ٹرمپ نے ایک یوٹرن لیا ہے۔ اگرچہ خلیج میں امریکی جہاز کھڑے ہیں لیکن جنگ کے حوالے سے کوئی بیان نہیں آرہا اور ان کی ساری توجہ مڈل ایسٹ کی طرف ہی جارہی ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں وہ نہیں چاہتے کہ ان کی توجہ فی الحال تقسیم ہو۔ لیکن یہ ایک عارضی معاملہ ہے یعنی انہوں نے وقتی طور پر اس کو ملتوی کیا ہے گویا اس علاقے کے لوگوں کو دو ڈھائی سالوں کی مہلت مل گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ٹرمپ اپنی اگلی ٹرم سے پہلے اس خطے کی طرف جنگ کا معاملہ کرے گا۔ لہٰذا یہاں کی اسلامی احیائی تحریکوں کو اللہ نے کچھ مزید مہلت دے دی ہے۔ لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کریں۔ اگر پاکستان میں اسلامی نظام آئے گا تو یہاں استحکام بھی آئے گا اور دشمنوں کی چالیں بھی ناکام ہو جائیں گی۔ کیونکہ پاکستان کو عسکری طور پر دبوچ لینا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس لیے کہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے۔ تاہم اندرونی خلفشار اور معاشی عدم استحکام سب سے بڑا خطرہ ہے۔ لیکن اگر پاکستان میں اسلام آگیا تو قوم نظریاتی طور پر ایک ہو جائے گی کیونکہ پاکستان جس نظریہ پر بنا ہے وہ اسلام ہے۔ اگر ہم اسلام اور قرآن کی طرف لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ دلوں میں محبت ڈال دے گا۔ یہی ایک راستہ ہے۔ وگرنہ عرب تو تباہی کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں اگر ہم نے بھی وہی راستہ اختیار کیا تو پھر اگلی باری ہماری ہوگی۔ بانی تنظیم ڈاکٹر اسرارؒ کہا کرتے تھے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جس قوم میں اللہ نے اپنا آخری رسول ﷺ، اپنا آخری کلام اُتارا اور ان کی زبان میں اُتارا نافرمانی کی صورت میں پہلی تباہی بھی اسی قوم کی ہوگی اور اس کے بعد وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اگر اس نے بھی اپنے تئیں اسلام کو قائم نہ کیا تو دوسرے نمبر پر ان کی باری ہوگی۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سراپا تجلّیٔ افرنگ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

بات صرف اتنی تو نہیں کہ اب روٹی کا لقمہ بھی چھن جانے کو ہے۔ (آٹے پر بھی جی ایس ٹی کا نفاذ) دل، شکم دونوں ہی داؤ پر لگ چکے۔ اقبال نے تو کہا تھا: فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم! پرویز مشرف کے دور میں ہم یہ تڑپتے رہے کہ دل بیچ کر پیٹ بھرنے کے فیصلے کیے گئے۔ ڈالروں کی خاطر نظریۂ پاکستان بیچا۔ کشمیر سے ہاتھ اٹھالیے۔ افغانستان سے اخوت کا رشتہ شکمی یوٹرن کی بھینٹ چڑھا۔ عورت، کیٹ واک، بل بورڈوں، چوراہوں شاپنگ مالوں کی زینت بنی۔ نصاب تعلیم بدلے گئے۔ اس دوران عمران خان مسلم شناخت کی بات، براؤن صاب کے پیرائے میں گفتگو کرتے پائے جاتے رہے۔ ڈرون حملوں کو ملکی سلامتی خودمختاری کے تناظر میں تنقید کا نشانہ بناتے رہے۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ شکم کے مقابل یہ ہماری دل دہی کریں گے۔ کرسی ملنے کی دیر تھی کہ ہم دل اور شکم دونوں ہی سے محروم کیے جانے لگے۔ شکم کی طراوت کے سارے اسباب آئی ایم ایف لوٹ لے گیا۔ دل پر بہکی بہکی باتوں سے مسلسل حملے خود عمران خان کر رہے ہیں۔ جو کسر باقی تھی وہ مشرفی وزیر بے تدبیر فواد چودھری پوری کرنے کو موجود ہیں۔ ہم نے پڑھا تھا کہ:

قوم کی تاریخ سے جو بے خبر ہو جائے گا
رفتہ رفتہ آدمیت کھو کے خر ہو جائے گا

اسلامی تاریخ، برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سبھی سے ان کی لاعلمی بے خبری ریکارڈ شکن ہے۔ اب جو رنجیت سنگھ کا مجسمہ شاہی قلعہ لاہور میں ایستادہ فرما کر 'شیر پنجاب' کے عنوان سے (عوام سے پوچھے بغیر) رونمائی کی گئی تو عقدہ کھلا کہ ان کا ذہنی افق سکھوں سے قریب تر ہے۔ فواد چودھری نے ٹویٹ میں رنجیت سنگھ کو 'پنجابی بالادستی' کی علامت قرار دیا۔ فخریہ فرمایا: 'وہ جنگجو یانہ، جارحانہ قوت کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اپنی حکومتی اصلاحات کی بنا پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا'۔ (قیام پاکستان، پنجابی بالادستی، کے لیے ہوا تھا؟ سکھوں سے کٹ لٹ کر خونچکاں لاشیں اس دن کے لیے تھیں؟) یہ جارحانہ قوت استعمال کس کے خلاف ہوئی؟ مسلمانوں اور ان کے مقدس مقامات اور 1947ء کی طرح بیٹیوں کی تقدیس کے خلاف! تاہم اس مشرفی وزیر کو مساجد سے جو لگاؤ ہے وہ تو لال مسجد آپریشن سے ہی واضح ہے۔ جناب کے ممدوح کا بھی ہدف مساجد ہی تھیں۔ شاہی مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل اور اسلحہ ڈپو بنایا۔ سنہری مسجد گائے کے گوبر سے لیپی گئی۔ چینیاں والی مسجد تباہ کی گئی۔ موتی مسجد کا گردوارہ بنا دیا۔ مساجد سے، مغل مقبروں سے سونا چاندی جھاڑ فانوس سنگ مرمر چرایا گیا، جو بعد ازاں عمران خان کے ممدوح برطانیہ نے اپنے لیے سکھوں سے چھین لیا۔ احمد شاہ ابدالیؒ اور سید احمد شہیدؒ کی تحریک مجاہدین جو سکھوں کے خلاف برسرپیکار رہے، کی جگہ نئی نسل کو کانا دجال کے آنے تک کانے رنجیت سنگھ کا گرویدہ کرنے کا اہتمام ہیں؟

کورنگاہی کا یہ عالم! اگلا مجسمہ سندھ کے ہیرو راجہ داہر کا کھڑا فرمائیں گے؟ جبکہ حج کے قافلے رواں دواں ہیں بت شکن باپ ابراہیم علیہ السلام کے نقش پا پر قدم قدم چلنے کو! جنہوں نے اپنے باپ اور بیچاری قوم کے سارے بت توڑ کر کہا تھا: اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ '' تُف ہے تم پر اور ان پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو''۔ (ترجمہ: انجینئر مختار فاروقی) انہی بتوں کو فتح مکہ پر نبی مکرم ﷺ نے اپنے عصا کی نوک سے گرا کر پاش پاش کیا۔ ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل تو مٹنے والا ہے'' پڑھتے ہوئے۔ ریاست مدینہ کا پہاڑہ پڑھنے والے، ٹوٹے مٹے بتوں کو دوبارہ اٹھا کھڑا کر کے یہ سکھ پرست اسلام سے کھیل رہے ہیں یا عوام کی عقلوں سے؟ ہم نسل در نسل بت شکنی کی تاریخ کے حامل ہیں۔ محمود غزنوی کہ جن پر اقبال نے کہا:

قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی!

اور پھر بت شکن ہی ہمیشہ تاریخ میں زندہ و پائندہ رہے۔ محمود غزنوی سے ملا عمرؒ تک! ساری دنیا کا دباؤ مسترد کر کے، تنگ دستی اور معاشی بدحالی کے مشکل دور میں بدھا کا مجسمہ ملا عمرؒ نے پاش پاش کیا۔ آج یہی نہتے بت شکن امریکہ کو اپنی ساری شرائط منوا کر گھٹنہ ٹیک انخلا تک لے آئے ہیں۔ کھسیانے ہو کر ٹرمپ نے دوحہ مذاکرات کے بعد کہا: ''ہم مستعد مضبوط جاسوس خفیہ ٹیم کا ایسا نیٹ ورک افغانستان میں چھوڑ کر جائیں گے جس کے بارے عام لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ مجھے ڈر ہے کہ افغانستان دہشت گردی کی تجربہ گاہ ہے۔ یہ دہشت گرد زیادہ منظم مضبوط ہو کر امریکہ پر حملوں کی منصوبہ بندی کریں گے!'' یہ دعویٰ اور خوف، محلِ نظر ہے۔ گلوبل سپر پاور ایک اجڑے کھنڈر ملک کے تہی دامن مجاہدین سے خوفزدہ ہے؟ چاند پر تھگلیاں لگاتی، اسلحے کے انباروں میں دھنسی، نہایت ہائی ٹیک قوت، نہتے طالبان (صرف راکٹ لانچر، کلاشنکوف اور IED کے ہانڈی بموں سے لیس) سے دہشت زدہ ہے؟ مستعد مضبوط خفیہ ٹیم اگر 18 سال آپ کا بھلا نہ کر پائی تو اب کون سی گیدڑ سنگھی ہاتھ لگی ہے جو 49 ممالک سے نمٹنے والوں سے نمٹے گی؟ یہ واقعی کمال کے 'دہشت گرد' ہیں، جنہوں نے سپر پاور پر دہشت اور لرزا طاری کر رکھا ہے۔ نبی مکرم ﷺ کو ایک ماہ کی مسافت کا رعب عطا ہوا تھا۔ امتی بقدرِ اتباع اس رعب سے حصہ پاتے ہیں۔ اس رعب کا منبع اسلحہ اور ٹیکنالوجی نہیں، ایمان ہوا کرتا ہے۔ تہی دامنی پر کافر جھیپنے باقی بچتے ہیں۔

ابھی ہم اس تہی دامنی پر ماتم کناں تھے کہ جدہ میں امریکی مجسمہ آزادی، امریکہ کے یوم آزادی (4 جولائی) کے تناظر میں لا کھڑا کیا گیا۔ (عرب نیوز رپورٹ، 6 جولائی)۔ سارا عرب میڈیا اس نرالی حرکت پر انگشت بدنداں ہے۔ امریکی جھنڈے، لاس ویگس (جوئے کا امریکی مرکز) ہالی ووڈ اور ایلویس پر سلے (امریکی بھانڈ) کی علامت کے ہمراہ سٹیج پر دعوت رقص و سرود دیتا یہ مجسمہ، (خانہ کعبہ سے 80 کلومیٹر) فتنہ دجال کی خوفناک علامت ہے۔ ایسے وقت جب حاجیوں کے قافلے لبیک پکارتے ایک عالم سرشاری میں عازم حرمین ہیں! یاد رہے کہ مجسمۂ آزادی، رومن دیوی 'لبرٹاس' کو ظاہر کرتا ہے۔ توحید کے مرکز میں ڈھائی ہزار سال قدیم جہالت، قبل مسیح کے دیو مالائی شرکیہ تصورات سے آلودہ اس مجسمے میں کون سی

جدّت اور جدیدیت پائی جاتی ہے؟ مسلم دنیا آج فواد چودھریوں کی زد میں ہے۔ غلامانہ ذہنیت کہیں مندروں گردواروں کو مسلم عوام پر مسلط کر رہی ہے۔ کہیں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والوں کو ہیرو بنا کر سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ **یا حییُ یا قیوم برحمتك نستغیث۔** اے زندہ رہنے والے، اے قائم ودائم آقا، اپنی رحمت کے ساتھ اس امت کے حال پر توجہ فرما، مدد کو آ! یہ دلدوز آہ بلاسبب تو نہیں۔

ابھی تو ہمارے وزیر اعظم نے اپنے بچوں کے ننھیالی وطن برطانیہ کو بھی ریاست مدینہ ہی کی روح بیان فرما دیا ہے۔ ددھیال ہی کی مانند! نیز یہ بھی فرمایا کہ چینی قیادت نے بھی محمد ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے سات سو ملین لوگوں کو غربت سے بچا لیا۔ (ایغور مسلمانوں سے پوچھیے!) کوئی تو یہ مہربانی فرمائے کہ ہمارے حکمرانوں سے تمام اسلامی لیبل واپس لے لے اور انہیں ہر جگہ چسپاں کرکے بے وقعت کرنے کے گناہ عظیم سے بچائے۔ برطانیہ؟ جہاں اخلاقی گراوٹ کے پاتالوں میں دھنسے ہم جنس پرستوں نے ''پرائیڈ پریڈ'' فرمائی۔ ان جاہل اجڈ بدمعاشوں کی فخر وناز جتانے اور حقوق بٹورنے کی عالمی مہم۔ جس برطانیہ میں 52 سال پہلے تک یہ جرم تھا اب فتنہ دجال کے ہاتھوں وہاں یہ فخر کا مقام ٹھہرا، قانونی قرار پا چکا۔ یہ ہے ہمارے حکمرانوں کی بصیرت افروز نگاہ! رنجیت سنگھ سے یک جہتی کی یاوہ گوئی مسلم عوام سے مینڈیٹ لے کر؟ یہ مجسمہ فواد چودھری اپنے گھر کے صحن میں سجائیں۔ ''دلوں میں ان کے باطل پرستی کے ہاتھوں بچھڑا ہی بسا ہوا ہے۔ کہو: اگر تم مومن ہو تو یہ عجب ایماں ہے جو ایسی بری حرکات کا تمہیں حکم دیتا ہے''۔ (البقرہ:93) سو یہ مغرب پرستی کا بچھڑا رگ وپے میں سمایا ہوا ہے۔ ان حکمرانوں کا میکہ برطانیہ امریکہ دوبئی ہے۔ ملک تو صرف ان کی کمین رعایا (ہر حکمرانی کے ذریعے) نچوڑنے اور میکے والوں کی فرمائشیں عوام پر لاگو کرکے وصول کرنے کو ہے۔ ان کی اولادیں، جائیدادیں، عیش وطرب سبھی وہاں سے منسلک ہیں۔

ترا وجود سراپا تجلی افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر!

☆☆☆

مسواک اور صحت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ

اس دنیا کے سب سے بڑے حکیم میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ کی ایک ایک سنت میں صحت کے راز پوشیدہ ہیں۔

وہ لوگ جو یہودیوں اور عیسائیوں کی تہذیب اور ان کا طرز زندگی اختیار کیے ہوئے ہیں وہ بیماریوں کا اشتہار بن کر رہ گئے ہیں، کبھی دانت خراب، کبھی آنکھ خراب، کبھی معدہ خراب اور کبھی دماغ خراب۔

لیکن جو شخص مکہ کے اُمی ﷺ کی تہذیب اور ان کا طرز زندگی اپنائے گا ان شاء اللہ ہمیشہ تندرست رہے گا۔

جوں جوں میڈیکل سائنس ترقی کرتی جاتی ہے میرے آقا ﷺ کی سنتوں کی حکمتیں کھلتی جاتی ہیں آج کے کالم میں، میں صحت کے حوالے سے صرف مسواک کی اہمیت بیان کروں گا۔ میرے آقا ﷺ نے مسواک کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور خود آپ ﷺ کا اپنا یہ حال تھا کہ رات کو سونے سے پہلے مسواک فرماتے، صبح بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے، نماز کے لیے اٹھتے تو مسواک فرماتے، سفر سے واپس آتے تو مسواک فرماتے، منہ میں تغیر محسوس کرتے تو مسواک فرماتے، حد یہ کہ وفات سے تھوڑی دیر قبل جبکہ آپ سخت تکلیف میں مبتلا تھے اس وقت بھی آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ہر شخص پر مسواک کرنے کو فرض قرار دے دیتا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسواک کے ستر (70) سے زیادہ فائدے ہیں سب سے ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ منہ سے گندگی دور ہوجاتی ہے اور سب سے اعلیٰ فائدہ یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب ہوجاتا ہے۔

آج ڈاکٹر تسلیم کرتے ہیں کہ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو ختم ہوجاتی ہے۔

☆ مسواک کرنے سے ٹانسلز سے شفا مل جاتی ہے۔

☆ مسواک کرنے سے جراثیم مرجاتے ہیں جو دسیوں بیماریوں کی نشوونما کرتے ہیں۔

☆ مسواک کرنے سے دماغ تیز ہوجاتا ہے۔

☆ مسواک کرنے سے امراض چشم سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ مسواک کرنے سے کانوں کے ورم اور پیپ سے چھٹکارا حاصل ہوجاتا ہے۔

☆ مسواک کرنے سے دانتوں کی اسی فیصد بیماریاں اپنی موت آپ مرجاتی ہیں۔

☆ مسواک کرنے سے دائمی نزلہ ختم ہوجاتا ہے۔

میرے دوستو! میڈیکل سائنس کے ماہرین مسواک کے ان تمام فوائد کو تسلیم کر رہے ہیں۔ لیکن سن لیجئے! میں مسواک اس لیے نہیں کرتا کہ ڈاکٹر اسے بصارت کے لیے، دماغ کے لیے اور معدہ کے لیے مفید قرار دیتے ہیں، میں تو مسواک اس لیے کرتا ہوں کہ میرے آقا ﷺ مسواک فرماتے تھے، اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی مسواک کرنے کا حکم دیا ہے۔

یورپ کے غلام کسی بھی حکم پر عمل کرنے کے لیے سائنسی تحقیق اور تصدیق کے انتظار میں رہتے ہیں لیکن ایک مسلمان کو حضور اکرم ﷺ کی تصدیق کے بعد کسی تصدیق کی ضرورت نہیں۔

تیری جدا پسند میری جدا پسند
تجھ کو خودی پسند مجھ کو خدا پسند

ہاں جناب! آپ کی پسند اور میری پسند اور ہے۔

آپ کی پسند یورپین تہذیب ہے اور میری پسند مکی ومدنی تہذیب ہے۔

آپ مدنی آقا ﷺ کی سنتوں کو میڈیکل سائنس کے ترازو میں تولتے ہو، میں میڈیکل سائنس کو سنت نبوی ﷺ کے میزان عدل میں تولتا ہوں۔

میرا یقین ہے کہ ڈاکٹروں کی تحقیقات غلط ہوسکتیں ہے میرے آقا ﷺ کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔

تو آیئے دوستو! ہم عزم کریں کہ آج کے بعد مسواک کا اہتمام کریں گے ایسا کرنے سے نبی ﷺ کی سنت بھی زندہ ہوگی اور ہماری صحت بھی ان شاء اللہ تعالیٰ بحال ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حج کا مختصر و آسان طریقہ

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
www.najeebqasmi.com

تلبیہ: (لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)

حج کی تین قسمیں ہیں:

(1) تمتع (2) قران (3) افراد، ان اقسام میں سے جونسی قسم چاہیں اختیار کریں البتہ میقات کے اندر رہنے والے لوگ حج افراد کریں۔

حج تمتع:

میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں، عمرہ کا طواف اور سعی کریں، بال منڈوا کر یا کٹوا کر احرام اتار دیں، 7 یا 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھیں، 8 ذوالحجہ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ جا کر وہ اعمال کریں جو حج کے چھ ایام میں مذکور ہیں۔

حج قران:

میقات سے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھیں، عمرہ کا طواف اور سعی کریں، احرام ہی کی حالت میں رہیں، ممنوعات احرام سے بچتے رہیں، 8 ذوالحجہ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے منی جا کر وہ اعمال کریں جو حج کے چھ ایام میں مذکور ہیں۔

حج افراد:

میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں، طواف قدوم (سنت) کریں، احرام ہی کی حالت میں رہیں، ممنوعات احرام سے بچتے رہیں، 8 ذوالحجہ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے منی چلے جائیں اور وہ اعمال کریں جو حج کے چھ ایام میں مذکور ہیں۔

حج کے چھ ایام:

حج کا پہلا دن: 8 ذوالحجہ: آج منی میں قیام کر کے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور 9 ذوالحجہ کی نماز فجر ادا کریں۔ منیٰ میں یہ پانچوں نمازیں ادا کرنا اور آج کی رات منیٰ میں گزارنا سنت ہے، لہٰذا اگر کسی وجہ سے منیٰ پہنچنے میں کچھ تاخیر ہو جائے یا منیٰ نہ پہنچ سکیں تو کوئی دم وغیرہ لازم نہیں، لیکن قصداً ایسا نہ کریں۔

حج کا دوسرا دن:

9 ذوالحجہ: آج صبح تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو جائیں۔ عرفات پہنچ کر ظہر اور عصر کی نمازیں وہاں ادا کریں۔ غروب آفتاب تک قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب دعائیں کریں۔ غروب آفتاب کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں ادا کریں۔ رات مزدلفہ میں گزاریں، البتہ خواتین اور معذور لوگ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ جا سکتے ہیں۔

حج کا تیسرا دن:

10 ذوالحجہ: مزدلفہ میں نماز فجر ادا کر کے دعائیں کریں۔ طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ کنکریاں بھی اٹھالیں۔ منیٰ پہنچ کر بڑے اور آخری جمرہ پر 7 کنکریاں ماریں۔ تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔ قربانی کریں۔ سر کے بال منڈوائیں یا کٹوائیں۔ احرام اتار دیں۔ طواف زیارت یعنی حج کا طواف اور حج کی سعی کریں۔ (قربانی، بال کٹوانے، طواف زیارت اور حج کی سعی کو 12 ذوالحجہ کی مغرب تک مؤخر کر سکتے ہیں)۔

حج کا چوتھا اور پانچواں دن:

11 و 12 ذوالحجہ: منیٰ میں قیام کر کے تینوں جمرات پر زوال کے بعد سات سات کنکریاں ماریں۔ قربانی، طواف زیارت اور حج کی سعی 10 ذوالحجہ کو نہیں کر سکے تو 11 یا 12 ذوالحجہ کو بھی دن و رات میں کسی وقت کر سکتے ہیں۔ 12 ذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ سے جا سکتے ہیں۔

حج کا چھٹا دن:

13 ذوالحجہ: اگر آپ 12 ذوالحجہ کو منیٰ سے روانہ نہیں ہوئے تو تینوں جمرات پر زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔

حج کے فرائض وواجبات وممنوعات احرام

حج کے فرائض: احرام۔ وقوف عرفہ۔ طواف زیارت کرنا۔ بعض علماء نے سعی کو بھی حج کے فرائض میں شمار کیا ہے۔

حج کے واجبات:

میقات سے احرام کے بغیر نہ گزرنا۔ عرفہ کے دن غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا۔ مزدلفہ میں وقوف کرنا۔ جمرات کو کنکریاں مارنا۔ قربانی کرنا (حج افراد میں واجب نہیں)۔ سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا۔ سعی کرنا۔ طواف وداع کرنا۔ حج کے فرائض میں سے اگر کوئی ایک فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہیں ہوگا جس کی تلافی دم سے بھی ممکن نہیں۔ اگر واجبات میں سے کوئی ایک واجب چھوٹ جائے تو حج صحیح ہو جائے گا مگر جزا لازم ہوگی۔

ممنوعات احرام:

خوشبو استعمال کرنا۔ ناخن کاٹنا۔ جسم سے بال دور کرنا۔ میاں بیوی والے خاص تعلقات۔ چہرہ کا ڈھانکنا۔ سلے ہوئے کپڑے پہننا (صرف مردوں کے لیے)۔ سر کو ڈھانکنا (صرف مردوں کیلیے)۔۔۔ میقات سے باہر رہنے والے حضرات واپسی کے وقت طواف وداع ضرور کریں۔

☆☆☆

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ سرگودھا شرقی کے مبتدی رفیق محمد زاہد قریشی کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0323-6003034

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق پروفیسر محمد ارشد کے خالو وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-6812880

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَسِيْرًا

حکومتی کارکردگی اور مستقبل کا سیاسی منظرنامہ

احمد علی محمودی
wad_hsp@yahoo.com

سابقہ حکومتوں کے ستائے ہوئے عوام نے 2018ء کے عام انتخابات میں اس امید پر پی ٹی آئی کو ووٹ دیا کہ اس مرتبہ اس پارٹی کو بھی آزما کر دیکھ لیں۔اس موقع پر راہ ہموار کرنے والوں نے پی ٹی آئی کے لیے خوب راہ ہموار کی ،جس میں میڈیا کا بھی بہت اہم کردار رہا۔یہاں تک کہ بچے اور بڑے سب کی زبان پر یہ انتخابی ترانہ جاری تھا:

جب آئے گا عمران
تب بنے گا نیا پاکستان

اور بالآخر عمران خان کا حکومت بنانے کا خواب پورا ہوا۔انتخابات میں کامیابی کے بعد عمران خان نے عوام سے جو پہلا خطاب کیا ،یہ مکمل خطاب میں نے لاہور پریس کلب کی ٹی وی سکرین پر دیکھا اور سنا ،اس خطاب میں مدینہ کی اسلامی ریاست کا جو نقشہ اور مستقبل کے جن عزائم کا اظہار کیا گیا ،اسے دیکھ اور سن کر نہ صرف پریس کلب میں موجود افراد کے چہرے پُرنور ہوئے بلکہ یہی کیفیت اندرون وبیرون ملک پاکستانیوں کے چہروں پر بھی نمایاں تھی ۔اس خطاب کو پوری قوم نے سراہا۔اس خطاب کے بعد قوم کو یہ امید پیدا ہوئی کہ اب مملکت خداداد پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست بننے چلی ہے،کئی افراد جو عرصہ دراز سے بیرون ملک خدمات انجام دے رہے تھے ،انہوں نے اپنی قیمتی جائیدادیں فروخت کر کے اور اپنی جاری ملازمتوں سے مستعفی ہو کر پیارے ملک پاکستان آکر انتہائی کم معاوضہ پر اپنی خدمات انجام دینے کا عزم کیا۔

برسر اقتدار حکومت کے ابتدائی چند ماہ تو عوام نے جیسے کیسے برداشت کیے مگر اب جبکہ موجودہ حکومت کو اقتدار میں آئے ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہے اور عوام نے دیکھا کہ اب پانی سر سے بلند ہونا شروع ہو گیا ہے تو اب ان کے صبر کا بند ٹوٹ چکا ہے۔عوام کے کھلے چہرے مرجھا چکے ہیں۔عوام سمجھنے لگے ہیں کہ اس حکومت نے بھی سابقہ حکومتوں کی طرح ہمیں سبز باغ ہی دکھائے ہیں اور ان کے تبدیلی کے نعرے محض کھوکھلے نعرے تھے ،اس حکومت کی نہ کوئی پائیدار و مستحکم داخلہ وخارجہ پالیسی ہے اور نہ ہی کوئی معاملہ فہم اور قابل ٹیم ہے۔کئی وزراء کے بیانات انتہائی غیر سنجیدہ اور مضحکہ خیز ہوتے ہیں۔اس طرح دیکھا جائے تو حکومت کی سال بھر کی کارکردگی عوام کے لیے انتہائی مایوس کن ہے۔

گزشتہ ادوار میں مہنگائی کی چکی میں صرف غریب عوام پستے تھے ،اس حکومت کے دور میں غریب وامیر دونوں بری طرح پس رہے ہیں۔کئی لوگوں کے کاروبار بالکل ٹھپ ہو چکے ہیں تو کئی لوگوں کے کاروبار آخری ہچکی پر ہیں۔ملکی معیشت کی گاڑی دھکہ لگانے سے بھی نہیں چل رہی۔حکومتی گاڑی کے پہیے جام ہو چکے ہیں۔ بیرونی سرمایہ کاروں نے سرمایہ کاری سے اپنے ہاتھ کھینچ لیے ہیں۔اندرون ملک کا سرمایہ دار بھی غیر یقینی اور مایوس کن صورتحال سے دوچار ہے۔گاڑیوں کے شورومز کے مالکان، زرگرز، انڈسٹریز مالکان، عام دوکاندار، اساتذہ، طلبہ، مزدور اور کسان الغرض ہر طبقہ اس حکومت کی معاشی پالیسوں کے خلاف سراپا احتجاج ہے۔

عام خوردنی اشیاء مثلاً دالیں، چینی، گھی، روغنی آئل اور گوشت وغیرہ کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافے نے کئی غریب گھرانوں کے چولہے سرد کر دیے ہیں ، زرعی ادویات اور کھاد کی آسمان کو چھوتی قیمتوں نے غریب کاشتکاروں اور کسانوں کی کمر توڑ دی ہے ،اب تک کئی مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں جبکہ دوسری طرف حکومت کی طرف سے عوام پر روزگار کے دروازے بند کر دیے ہیں۔

موجودہ حکومت نے جتنی بڑی تعداد میں روزگار فراہم کرنے کے وعدے کیے تھے ،اس سے بڑی تعداد اب تک بے روزگار ہو چکی ہے ۔بے گھر افراد کو گھر فراہم کیے جانے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر اب تک کتنے ہی ایسے گھرانے ہیں کہ جنہیں ناجائز تجاوزات کی آڑ میں گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے،اس وقت پورے ملک میں کسی بھی مقام پر کوئی ترقیاتی کام نظر نہیں آرہا، جو کام ہو بھی رہے ہیں تو یہ وہ کام ہیں کہ جن کی منظوری سابق دور حکومت میں دی گئی تھی۔

اس حکومت کی ساری توجہ عوام پر آئے روز نئے نئے ٹیکسز لگانے اور قیمتوں میں بے تحاشا اضافے پر مرکوز ہے۔سابقہ ادوار میں مہنگائی مہینوں بعد بڑھتی تھی مگر موجودہ دور حکومت میں ہفتہ وار قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ اضافہ معمولی شرح سے نہیں بلکہ یہ 200 فیصد کی شرح پر جا ٹھہرتا ہے۔کبھی تیل کی قیمتوں میں اضافہ ،تو کبھی گیس کی قیمتوں میں اضافہ ،تو کبھی بجلی کی قیمتوں میں اضافہ۔یہی ایک ترتیب ہے جو مسلسل چلی آرہی ہے، یہ ایک چین ہے، جس نے عوام کو بے چین کر رکھا ہے۔

اس ملک میں کرپشن اور لوٹ مار کا بازار نام نہاد سیاستدانوں نے گرم کیا جبکہ اس کا تمام تر خمیازہ غریب عوام کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔مثل مشہور ہے کہ گرا گدھے سے اور غصہ کمہار پر۔عوام یہ بھی سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ ہے مدینہ کی اسلامی ریاست؟ کہ غریب کا چولہا سرد کر دیا جائے، عوام کے منہ سے نوالہ چھین لیا جائے ،ان کے سر سے سایہ چھین لیا جائے ،انہیں بے روزگار کر کے ان کے تن سے کپڑے بھی اتروا لیے جائیں اور پھر یہ نعرہ لگایا جائے کہ یہ ہے نیا پاکستان ۔نیا پاکستان تو کیا بننا تھا، پرانے پاکستان کی ہی اینٹیں اکھاڑی جا رہی ہیں۔

ضیاء دورِ حکومت میں ایک مرتبہ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ بہاولپور تشریف لائے تو ان کا خطاب جمعہ تاریخی شاہی مسجد میں تھا۔اس موقع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جو مجھے آج بھی یاد ہے ،آپ نے فرمایا تھا: ’’جو شخص اپنے وجود پر اسلامی نظام نافذ نہیں کر سکتا ،وہ پاکستان میں بھی اسلامی نظام نافذ نہیں کر سکتا‘‘۔ کچھ ایسا ہی معاملہ موجودہ حکومت کے ساتھ بھی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ سربراہ مملکت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مدینہ کی اسلامی ریاست کی بات کریں۔ ہاں! جمہوریت کی بات کریں تو شاید اس پر کسی کو اعتراض نہ ہو۔ان سے قبل کے حکمران بھی جمہوریت کی بات کرتے رہے ہیں۔مقصد یہ ہے کہ اگر بدنام ہو تو جمہوریت ہی بدنام ہو، مدینہ کی اسلامی ریاست تو بدنام نہ ہو۔

جہاں تک ملک کے آئندہ کے سیاسی منظرنامہ کا تعلق ہے تو یہ واضح دکھائی دے رہا ہے کہ اس حکومت کے غبارے سے ہوا نکل چکی ہے۔سابق سیاسی حکمرانوں کو تو ایک سے زائد بار حکومت میں آنے کے مواقع ملے مگر یہ حکومت پہلے ہی مرحلے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ عوام کی یہ بات سچ ثابت ہو رہی ہے کہ دھرنے دینا، کنٹینر پر سوار ہو کر تقاریر کرنا، نعرے بازی اور تنقیدی بیانات دینا آسان ہے جبکہ حکومت کرنا مشکل کام ہے۔ یہ حکومت ملکی نظام چلانے میں ناتجربہ کار ثابت ہوئی ہے۔

شکر ادا کرنے کی عادت بنائیے!

مولانا ابن الحسن عباسی

اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:﴿ وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾(ابراہیم:34)''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو گے تو انہیں نہیں گن سکو گے۔''

یہ تو وہ نعمتیں ہیں جو عام اور ہر ایک کو حاصل ہیں، ان کے علاوہ ہر انسان کو اللہ جل شانہ نے اپنی کچھ خاص نعمتوں سے بھی نوازا ہوتا ہے۔ پھر کئی نعمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی طرف آدمی کا عام طور سے ذہن بھی نہیں جاتا، آپ گھر میں بیٹھے ہیں اور آپ کا بچہ ہنستا مسکراتا ہوا آپ کے پاس دوڑ کر آتا ہے، والدین کو اس سے جس قدر سکون اور خوشی ملتی ہے عموماً اس کے شکر کی طرف ذہن نہیں جاتا۔ گرم دوپہر میں بجلی غائب ہو اور ہوا کا ٹھنڈا جھونکا جسم کو راحت دے جائے، انسان بجلی غائب ہونے کی شکایت کرتا ہے لیکن اس ٹھنڈے جھونکے کی راحت کو یکسر بھول جاتا ہے۔ دن میں کتنی مرتبہ پیاس کی شدت ٹھنڈے پانی کے پاس لے جاتی ہے، حضرت انسان گرمی اور پیاس کی شدت کو تو یاد کرتا رہتا ہے لیکن اس گرمی میں ٹھنڈے پانی نے جو لطف دیا ہوتا ہے، اس کا ذکر بہت کم آتا ہے، دن بھر مزدوری اور گھر کے کام کاج میں مصروفیت بسا اوقات تھکاوٹ سے نڈھال کر دیتی ہے، انسان کو اس تھکاوٹ و مشقت کی تلخی تو یاد رہتی ہے لیکن اس تھکاوٹ کے بعد رات کو بستر پر لیٹ کر پُر سکون نیند و آرام کی لذت کو یاد نہیں کرتا۔ اگر ہم اپنی زندگی کی چاروں طرف برستی ہوئی اس طرح کی بے شمار نعمتوں میں غور کرنے کی عادت ڈال لیں تو محسوس ہوگا کہ یہاں وجودِ غم بھی در حقیقت احساس مسرت کے لیے ہے۔

ویسے تو ناشکری کی وبا مردوں اور عورتوں دونوں میں عام ہے لیکن مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں ناشکری زیادہ پائی جاتی ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے عذاب میں عورتوں کی کثرت کا ایک سبب ان کی ناشکری کی عادت کو بتایا ہے اور فرمایا کہ کسی عورت کے ساتھ زندگی بھر اچھائی کرتے رہو، پھر کسی دن تمہاری طرف سے ناخوشگوار واقعہ پیش آ جائے تو بے دھڑک کہہ دے گی ''آپ کی جانب سے تو میں نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''(مشکوٰۃ شریف)

شکر کیا ہے؟ مشہور عالم علامہ ابن منظور افریقی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''لسان العرب'' میں لکھا ہے کہ شکر احسان پہچاننے اور احسان پھیلانے کا نام ہے، کسی کے احسان اور اچھائی کے عوض میں اس کی تعظیم و اکرام کرنے کو شکر کہا جاتا ہے۔ شکر گزار بندہ وہ کہلاتا ہے جو اللہ جل شانہ' کی اطاعت پر استقامت اختیار کر کے اللہ کو راضی کرنے کی سعی کرے، بعض لوگوں سے ان کی طبیعت کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں ''الحمد للہ، سب خیریت ہے، اللہ کا شکر ہے، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے......''

اس طرح کے تمام جملے شکر کے زمرے میں آتے ہیں اور اس قسم کے الفاظ سے اپنی باتوں کو آباد اور اپنی زبانوں کو تر رکھنا چاہیے۔

میسر نعمتوں کو برقرار رکھنے کا واحد نسخہ بھی شکر ہے۔ شکر ادا کرنے سے نہ صرف آدمی کے پاس موجود نعمتیں برقرار رہتی ہیں بلکہ ان میں ترقی اور اضافہ بھی ہوتا ہے، اللہ جل شانہ' کا ارشاد مبارک ہے:﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ﴾(ابراہیم:7)''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں ضرور اضافہ کروں گا۔''

اس لیے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار اور ان پر شکر ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے اور کوئی وقت نہ ملے تو کم از کم سونے سے قبل تقریباً ہر آدمی کو سوچنے اور تنہائی کے کچھ نہ کچھ لمحات مل ہی جاتے ہیں، ان میں اگر انسان زندگی کی نعمتوں کا تصور کر لیا کرے اور اپنی ناشکری اور کوتاہی پر ایک نظر ڈال لیا کرے تو ان شاء اللہ اس فکر و تصور کی برکت سے اللہ تعالیٰ شکر کی توفیق نصیب فرمائیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف الفاظ اور مختلف جملوں کے ساتھ اللہ جل شانہ' سے شکر کی دعا طلب فرمائی ہے۔ ان میں سے چند دعاؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾(الاحقاف:15)

''وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کرسکوں تیرے انعامات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے اور یہ کہ میں ایسے اعمال کروں جنہیں تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں بھی اصلاح فرما دے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں (تیرے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ))(سنن ترمذی، ص 178)

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی نعمتوں پر شکر اور اچھے طریقے سے آپ کی عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں۔''

اسی طرح آپ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا))

''اے اللہ! مجھے بہت صبر کرنے والا اور نہایت شکر گزار بندہ بنا دے۔''

ہر نماز کے بعد ایک دفعہ یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))(سنن نسائی)

''اے پروردگار! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''

India Doubles Down on Its Military Alliance with Israel

India's $100 million purchase of 1,000 Barak-8 medium-range surface-to-air missiles and an as-yet unknown number of anti-tank Spike missiles proves that the South Asian state is doubling down on its military alliance with "Israel" and giving its old partner Russia a run for its money.

The Indian-Israeli military alliance is one of the least talked about but most strategically impactful developments of contemporary Eastern Hemispheric geopolitics and it's just intensified after New Delhi made a decision earlier this week to double down on this dimension of its recent pro-Western pivot. The South Asian state is already serving Israeli strategic objectives vis-a-vis Pakistan, Iran and Kashmir. India's earlier testing of a surface-to-air missile that it jointly produced with the self-professed "Jewish State" also sent an unmistakable signal of intent. Shattering any ambiguity about which side it's on in the New Cold War, India also unprecedentedly voted together with Israel to deprive a Palestinian NGO of consultative status at the UN and dispatched naval and air assets to the Gulf in an operation that's obviously anti-Iranian to the core.

It therefore shouldn't have been too surprising that it just agreed to purchase 1,000 Barak-8 medium-range surface-to-air missiles for $100 million alongside an as-yet unknown number of anti-tank Spike missiles despite the latter supposedly failing previous trials. Israel defied all expectations to become India's second-largest weapons supplier over the past half-decade, even surpassing the US but still trailing far behind Russia, which made Tel Aviv the world's eight-largest weapons exporter during that period according to the Stockholm International Peace Research Institute (SIPRI). Israeli and the American military sales to India together account for slightly less than half of what Russia provides to the South Asian state, but the writing is on the wall as Moscow's share of the Indian military marketplace continues to decline in the face of unrelenting competition from its aforementioned two rivals for the loyalty of the world's second-largest arms purchaser. The reaction of Putin's Russia towards the Indian alliance with the West was clearly visible in the recently held Shanghai Cooperation Organization (SCO) summit in Kyrgyzstan, where both Russia and China gave India the cold shoulder.

Russia and Israel do not have 'bad relations, but Tel Aviv knows that its heated arms competition with Moscow over New Delhi's ultra-profitable military marketplace isn't going to have any adverse effect on their excellent bilateral relations because it's seen by both parties as an apolitical affair that's "strictly business". Even so, Russia would of course prefer for India to purchase its wares instead of Israel's, but the decision to patronize its rival instead is a purely political one that speaks to the sincerity of the South Asian state's pro-Western pivot in recent years. There's no more surefire way of virtue signaling any state's allegiance to the West than to spend billions of dollars buying American and Israeli weaponry instead of Russian, which must undoubtedly please the USA and Israel, while simultaneously sending a clear message and a negative response from Russia and its allies. Moreover, Iran would now also realizes that what it previously regarded to be one of its closest partners was really an American-Israeli ally this entire time that was just waiting for the right time to go public with its pivot.

The "Alliance of the East", as the SCO is called by Western media, is slowly but surely building up and it appears as if India is likely to miss the train!

__Source__*: Adapted from an article published on the 'The Centre for Research on Globalization'*

__Note__: *The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.*

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.29

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore